بسم اللہ الرحمن الرحیم

وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم

تفسیر آیاتِ طلاق

شمس المفسرین خادم القرآن بحر العلوم
حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت
پروفیسر و سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

باہتمام [illegible]

حسرت اکیڈمی پبلیکیشنز
صدیق گلشن بہادر پورہ حیدرآباد ۵۰۰۰۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلٰقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ق ع

تفسیرِ آیاتِ طلاق

مُصنّفہ:

بحر العلوم علامہ حضرت محمد عبد القدیر صدیقی قادری حسرتؔ

(۱۲۸۸ھ - ۱۳۸۱ھ)

سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

باہتمام:

محمد عباس علمبر دار صدیقی

ناشرین:

حسرت اکیڈمی پبلیکیشنز

صدیق گلشن۔ حیدر آباد

بار اول (۱۰۰۰) شوال المکرم ۱۴۱۵ھ قیمت:

(جملہ حقوق محفوظ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اِسلام ایک مکمل مذہب اور کامل نظامِ حیات ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ نہ صرف اپنی عبادتوں کو بلکہ روزمرہ کے اپنے افعال کو اسلام کے دائرہ نظام سے متجاوز ہونے نہ دے۔ ہمیں قرآن و سنت میں وہ سب بھی مل جاتا ہے جس کی زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ پر ضرورت آپڑتی ہے۔ ان ہی میں سے عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت بھی ہے اور ازدواجی زندگی میں نباہ نہ ہوسکنے کی صورت میں طلاق۔ طلاق جائز سہی لیکن بدترین جائز ہے۔ ہر کس و ناکس کے لئے قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ آسان نہیں ہوتا لیکن ہر مسلمان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان مسائل سے واقف رہے۔ اسی کو پیشِ نظر رکھ کر بحر العلوم حضرت محمد عبد القدیر صدیقی حسرت رحمۃ اللہ علیہ پروفیسر و سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی تفسیر جو تفسیر صدیقی سے موسوم ہے، سورۂ بقرہ اور سورۂ طلاق میں وارد صرف آیاتِ طلاق کی تفسیر کو من و عن پیش کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے اتنا تو ضرور معلوم ہوجائے گا کہ طلاق کب نہیں دی جانی چاہیئے اور اور کیسے دی جاسکتی ہے۔ اس کی قسمیں کیا ہیں۔ ایک دو یا تین طلاق کی صورتوں میں کیا احکام مترتب ہوتے ہیں۔ عدت کتنی ہے اور اس کے شرائط کیا ہیں وغیرہ وغیرہ۔

واضح رہے کہ طلاق ایک نہایت ہی نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ فریقین کو چاہیئے کہ اس معاملہ کو علماء سے رجوع کریں اور خاص طور پر مرد کو یہ چاہیئے کہ وہ فتویٰ لیتے وقت پورے پورے احوال، واقعاتِ طلاق کے الفاظ اور اس وقت اس کی نیت کیا تھی، بلاکم و کاست سب کچھ بتلادے کیونکہ فتوے کا دار و مدار اسی پر ہوگا۔

اَللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم و وفقنا اتباع ھدی نبیک الکریم

وقنا المعاصی والتحریم ۔ آمین

محمد عباس علمبردار صدیقی

مہتمم

حسرت اکیڈمی پبلکیشنز و کتب خانہ بحر العلوم رح

۱۷ر شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

۱۹ر مارچ ۱۹۹۵ء

صدیق گلشن۔ حیدرآباد۔

تفسیر آیات طلاق

(سورۂ بقرہ ۲۲۶ تا ۲۴۲ - سورۂ طلاق ۱ تا ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرۃ-۲۲۶)-

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ : ان لوگوں کے لئے جو ایلا کرتے ہیں، قسم کھاتے ہیں کہ نہ ملیں گے۔ مِنْ نِّسَآئِهِمْ : اپنی بیویوں سے۔ تَرَبُّصُ : انتظار، توقف، مہلت۔ اس میں ظرف کی اضافت ظرف کی طرف ہے۔ اَیْ تَرَبُّصٌ فِیْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ۔ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ : چار مہینے۔ فَاِنْ فَآءُوْا : فَاءَ يَفِيْءُ فَيْئًا : رجوع کرنا، اصلی حالت پر آجانا اسی سے ہے۔ فَيْءٌ - دوپہر کا اصلی سایہ۔ سَرِيْعُ الْفَيْءِ - جس کا غصّہ جلد اتر جائے۔ فَيْءٌ : مالِ غنیمت، وہ مال جو پہلے دشمنوں کے ہاتھوں میں تھا اور اب مسلمانوں کے ہاتھ میں رجوع کیا ہو۔ اگر اس مدّت میں اپنی بیویوں کی طرف رجوع کرلیں، ان سے مل لیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ : پھر بے شک اللہ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - غفور و رحیم ہے۔

ترجمہ :- وہ لوگ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں سے پرہیز کرنے کی (جس کو ایلا کہتے ہیں) انھیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ اگر اس مدّت میں رجوع کرلیں تو اللہ غفور و رحیم ہے۔

قسم کئی طرح کی ہوتی ہے :-

(۱) یمینِ غموس - گناہ میں ڈبو دینے والی - غرقِ گناہ کرنے والی قسم یعنی جھوٹی قسم۔ دھوکہ دے کر، خلافِ واقعہ کہہ کر کسی کو نقصان پہنچانا یمینِ غموس ہے۔ اس کا کوئی کفّارہ نہیں، سراپا گناہ ہے۔ بجز توبہ کے کوئی چیز مفید نہیں ہوسکتی۔ اس شخص کا بخشنا نہ بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔

افسوس آج کل جھوٹی قسموں کی وباء پھیل گئی ہے۔ اس کا پیشہ اختیار کرلیا گیا ہے۔ اصل

یہ ہے کہ خوفِ خدا باقی نہ رہا۔ حیا باقی نہ رہی۔ پھر جو چاہیں کریں۔

(۲) یمینِ لغو۔ بے ارادہ بیہودہ قسم غفور حلیم اس پر گرفت نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک بیہودگی کا کام ہے، جو اس کی بد عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ بات بات پر "اللہ پاک کی قسم" کہنا یمینِ لغو ہے۔

(۳) یمینِ منعقدہ۔ یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر ارادے اور قصد سے قسم کھائے کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہ کروں گا۔ پھر اگر وہ کام بُرا ہے اور اس سے بچنے کی قسم کھائی ہے تو اس کا پابند رہنا چاہیئے۔ اگر وہ نیک کام ہے تو اپنی قسم توڑ دینا چاہیئے اور اچھا کام کرنا چاہیئے بہرحال اس قِسم کی قسم توڑنے سے کفّارہ لازم ہے۔ اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا اتنا کہ نمازی نماز پڑھ سکے۔ یا غلام آزاد کرنا، اگر مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔ اس کی تفصیل سورۃ مائدہ میں ہے۔

(۴) ایلا۔ شوہر اپنی بیوی سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھے۔ ایلا کی مدت اللہ تعالیٰ نے چار مہینے مقرر کردی ہے۔ اگر اس مدت میں ملاپ ہوگیا تو صرف کفّارہ دینا ہوگا۔ اور اس جدائی میں چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔ طلاقِ بائن میں مرد کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ عورت چاہے تو خود اسی سے نکاحِ ثانی کرسکتی ہے پہلے تو ایک مہر واجب ہو ہی چکا تھا، ایک دوسرا مہر بھی سر پر آئے گا۔ یہ نتیجہ ہے مغلوب الغیظ ہونے کا، ذرا ذرا سی بات پر لڑنے کا، نامِ خدا کو نشانۂ قسم بنانے کا۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (۲۲۷)

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ ۔ اور اگر طلاق کا عزم بالجزم کرلیا ہو، پختہ ارادہ کرلیا ہو۔ ملاپ کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ ۔ پس بے شک اللہ۔ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ، سمیع علیم ہے، تمہاری باتوں کو سنتا ہے۔ دل کے حالات کا علم رکھتا ہے۔

ترجمہ:۔ اگر ان لوگوں نے طلاق (اور جدائی) کا عزم کر ہی لیا ہے تو بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۲۸) ع

وَالْمُطَلَّقٰتُ: اور وہ عورتیں جن کو طلاق دی گئی ہے۔ طَلْقٌ: درد زہ۔ طلاق: عقد اور معاہدۂ نکاح کو توڑنا۔ میاں بیوی کی جدائی۔ طَلَقَتِ النَّاقَةُ اِنْ حَلَّتْ مِنْ عِقَالِهَا: اونٹنی کے پاؤں باندھنے کی جو رسّی تھی کھُل گئی۔ مانع دُور ہوگیا۔ عورت آزاد ہوگئی۔ يَتَرَبَّصْنَ: انتظار کریں گی، رُوکی رہیں گی۔ بِاَنْفُسِهِنَّ اپنے آپ کو، اپنے نفسوں کو۔ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ تین حیض۔ قُرُوْءٍ جمع۔ قَرْءٌ یا قُرْءٌ۔ جمع کرنا۔ اونٹنی کا بچّہ پیدا نہ ہو تو عرب کہتے ہیں۔ مَا قَرَءَتِ النَّاقَةُ نَسْلًا۔ مِقراۃ۔ حوض جس میں پانی جمع رہتا ہے۔ قِرَاءَتْ: بہت سے الفاظ کا پڑھنا، ان کا جمع کرنا۔ قُرْاٰن: جس میں خدا کا کلام جمع ہے۔ قَرْءٌ: حیض۔ وہ خون جو عورت کے رحم میں جمع ہوتا ہے۔ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ: اور انھیں حلال نہیں۔ جائز نہیں۔ اَنْ يَّكْتُمْنَ: کہ چھپائیں۔ كَتَمَ۔ يَكْتُمُ۔ كِتْمَانًا، چھپانا، راز داری کرنا۔ كِتْمِ عَدَم۔ پردۂ عدم۔ مَا خَلَقَ اللّٰهُ: وہ حمل جس کو اللہ نے پیدا کیا۔ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ: ان کے رحموں میں۔ رحم وہ جھلّی جو پیٹ میں بچہ کے اطراف لپٹی ہوئی رہتی ہے۔ اصل میں رحم کے معنی مُڑنے کے ہیں۔ دیکھو رحم کو عطوفت اور میل بھی کہتے ہیں۔ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ: اگر وہ ایمان رکھتی ہیں۔ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: اللہ پر اور روزِ قیامت پر۔ بچہ اپنے باپ کا ہوگا۔ ایک کا بچہ ایک کی طرف لگا دینا سخت گناہ ہے۔ وَبُعُوْلَتُهُنَّ: اور ان کے شوہر۔ بُعُوْل و بُعُوْلَة بِعَال جمع بَعَلَ: خاوند۔ شوہر۔ بَعَلَ الْمَرْءُ اَهْلَهٗ: جماع کیا۔ دل لگی کی۔ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ۔ اپنی بیویوں کو اپنی طرف رد اور واپس کر لینے کے زیادہ مستحق ہیں۔ فِيْ ذٰلِكَ: اس عرصہ میں۔ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا: اگر اس رجوع کر لینے اور رد کر لینے میں اصلاح منظور ہو۔ رجوع اس واسطے

نہیں ہے کہ آج رجوع کیا اور کل طلاق دینے پر تیار۔ وَلَهُنَّ: اور اُن عورتوں کو بھی حق ہے۔
مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ: جیسا مَردوں کو عورتوں پر حق ہے۔ بِالْمَعْرُوفِ: عرفِ عام
کے مطابق، دستور کے مطابق، معلوم اور مشہور طریقہ کے مطابق۔ وَلِلرِّجَالِ: اور مَردوں کے
لئے عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ: عورتوں پر فوقیت ہے، فضیلت ہے۔ دَرَجَ - يَدْرُجُ۔
دُرُوْجًا: چلنا، بلندی پر چڑھنا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ: اور اللہ عزّت و حکمت والا ہے۔
غالب ہے، دانا و بینا ہے۔

ترجمہ:۔ اور وہ عورتیں جن کو طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک روک رکھیں، اور
انھیں حلال نہیں کہ وہ (اس حمل کو) جس کو خدا نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے
چھپائیں، اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور روزِ قیامت پر۔ اور ان کے شوہر اس
عرصہ میں رجوع کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بشرطیکہ (اس رجوع کر لینے میں) اصلاح منظور
ہو اور عرفِ عام کے مطابق ان عورتوں کو بھی حق ہے، جیسا کہ مَردوں کو اُن پر ہے
اور مَردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے، اللہ تو عزّت و حکمت والا ہے؛

صاحبو! یہ آیت بڑی اہم ہے۔ اس کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں اور دنیا ذلت کے گڑھے میں گری چلی جا رہی ہے۔ مَیں اس وقت چند اشارات پر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ محبت عرشِ اعظم سے اُترتی ہے اور دِلوں میں متمکن ہوتی ہے۔ محبّت کیا کرتی ہے؟ امتیاز کو مِٹاتی ہے اتحاد کو پیدا کرتی ہے۔ دو کو ایک کرتی ہے، توحید کی روح محبّت ہے۔ ذرا غور کرو۔ ماں باپ کی اولاد، بھائی بہن کہلاتی ہے۔ بھائی بہن کی اولاد، بھتیجا۔ بھتیجی، بھانجہ بھانجی ہوتی ہے۔ وہ کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ میری اولاد تیری ہے اور تیری اولاد میری۔ وہ میاں بیوی ہیں، محبّت نے دونوں کو ایک کر دیا ہے، غیریت کو مٹا دیا ہے۔ مَن تو شدم تو مَن شُدی ہو گیا ہے۔ روپیہ پیسہ قرابت داروں نے دیا، اپنی آبرو کسی نے نہ دی۔ صرف بیوی ہے جو اپنی آبرو سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ افسوس! اس زمانہ میں محبّت شہر بدر کیا بلکہ بدر کر دی گئی ہے، لہٰذا وہ اگلی سی شیرینی محبت باقی نہ رہی۔ جدھر دیکھو تلخی، ناگواری دشمنی اور عداوت

کا زور ہے۔

صاحبو! کبوتر کبوتری، چڑا چڑیا ایک آشیانہ میں رہتے ہیں، اپنے بچوں کو پالتے ہیں، دانہ بدلی کرتے ہیں۔ اپنے پیٹ میں سے نکالتے ہیں اور بچوں کو کھلاتے ہیں۔ میاں بیوی کو بھی ایک گھر میں رہنا اور اپنے بچوں کو پالنا چاہئیے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی اپنا وقت کسی کو دیتا ہے تو اس کی پرورش اس کے آقا کے فرائض میں داخل ہو جاتی ہے۔ ذرا عورت کی فطرت پر غور کرو۔ شادی بیاہ کے بعد بیوی اُمید سے رہتی ہے، اس کو دق چڑھ جاتے ہیں، طبیعت پر ناگواری آجاتی ہے۔ بار بار اس کو زمین دیکھنا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں کام کاج کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جب پس ماندہ کا پیش خیمہ آتا ہے نقل و حرکت بھی دشوار ہو جاتی ہے۔ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ جب نورِ نظر ظاہر ہوتا ہے، لختِ جگر پیدا ہوتا ہے تو رضاعت اور دودھ پلانے کا زمانہ آجاتا ہے اور جدید روح کی پرورش بھی لازم ہو جاتی ہے۔ کوئی سچ کہے۔ ایمان داری سے کہے، اس کا مالی بار کون اُٹھائے گا؟ بے شک شوہر اُٹھائے گا۔ میاں کمائے گا بیوی بچے کھائیں گے۔ لہٰذا عورتوں کے فرائض کیا ہونے چاہئیں؟ گھر داری، بچوں کو پالنا، ان کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی لینا، مگر افسوس اب کیا ہو رہا ہے؟ ہوٹل میں کھاتے ہیں، ہاسپٹل میں تیمارداری کی جاتی ہے۔ دم آسان ہوتا ہے تو کسی ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی کے ہاتھوں میں، بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کا دودھ نصیب نہیں ہوتا، ماں کی گود نہیں ملتی۔ کوئی چھچھی آیا بنائی جاتی ہے، گائے بھینس کے دودھ کی شیشی اس کے لئے پستانِ مادر ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے جیسی آیا ویسی بچوں کی تربیت۔ وہ پہلی جیسی اولوالعزمی کہاں؟ وہ شریف جذبات کدھر؟ گھوڑی کے بچے کو بھینس کا دودھ پلایا جائے تو وہ کیچڑ میں بیٹھ جاتا ہے۔ بچہ بھینس کا دودھ پی کر انسانی صفات کا مظاہرہ کیونکر کرے گا۔؟ ایک سیاہ رو کے ہاتھ میں پل کر صفاتِ طیبہ کیونکر نمایاں کر سکے گا، وہ ماں باپ سے کیوں محبت رکھے گا جب کہ ماں باپ کے آغوش میں پرورش ہی نہیں پائی۔ میاں بھی نوکر، بیوی بھی نوکر۔ وہ اُدھر نوکری کے لئے نکلے۔ یہ ادھر۔ میاں بیمار ہیں، تڑپ رہے ہیں، بیقرار ہیں، بیوی فرماتی ہیں، صاحب! اب میرے کلب جانے کا وقت آگیا۔ آیا! صاحب کی اچھی طرح خدمت کر۔

ہمارے زمانے میں بیویاں پکاتی تھیں، خانہ داری کرتی تھیں، کپڑے سیتی تھیں، غیر مرد کے

سامنے اپنے کپڑوں کو جانے نہیں دیتی تھیں۔ بعض تو گھر ہی میں کپڑے دھلواتی تھیں۔ اب باورچی کھانا پکاتا ہے، درزی کپڑے سیتا ہے۔ دھوبی کپڑے دھوتا ہے، یا کپڑے واشنگ کمپنی میں جاتے ہیں۔ روپیہ برباد، صحت برباد۔ تربیت برباد، خانہ خراب، محبت برباد۔ اب آرام کہاں؟ راحت کدھر؟ خوش حالی کس مقام میں؟

ایک میرے دوست کہتے تھے کہ یورپ کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی کسی یورپین کو یقین دلا دے کہ اس تعویذ سے تیری بیوی تجھے چاہے گی، تجھ سے محبت رکھے گی۔ اس کے دل میں تیری ہمدردی پیدا ہو جائے گی تو وہ یورپین اپنی آدھی دولت دینے کو تیار ہو جائے گا۔ اللہ اکبر ہم کس زمانہ میں ہیں اور کیا دیکھ رہے ہیں۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔ یہ لوگ ایک قسم کے جہنم میں رہتے ہیں، اپنے مستقر میں رہتے ہیں۔ جہنم میں رہنے کی ابتداء ان کے لئے یہیں سے ہو چکی ہے۔ ہم کو ہمارے بیوی بچوں کو جنت جنّت مُبارک۔

صَاحبو! اس اصولی بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو جس بات کی اور جتنی ضرورت ہے اس کا علم رکھنا چاہیئے۔ ضرورت سے زیادہ فضول ہے۔ عورت کو ضرورت ہے کھانے پکانے، دوا دارو کرنے، اولاد کی پرورش کرنے، ابتدائی تعلیم دینے، ضروری لکھنے پڑھنے کی۔ بے شک اس کا علم حاصل ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ہر مسلمان مَرد سپاہی ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے مسلمان عورت کو بھی سپاہ گری سے کچھ حِصّہ ملنا چاہیئے۔ جس طرح مَردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں، اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ اس کے ہرگز یہ معنٰی نہیں کہ عورتیں بھی چار مَردوں سے نکاح کر سکتی ہیں۔ جس طرح کہ مَرد چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ اسلام ہے یہ مسلمان ہیں۔ پانڈو نہیں ہیں۔ جہاں مثل کا لفظ آیا ہے وہاں بالمعروف کا بھی لفظ آیا ہے۔ یعنی معلوم و مشہور طریقہ کے مطابق۔ اس طریقہ کے مطابق جو حضرتؐ کے زمانے میں رائج تھا۔ عرفِ عام بہت بڑا قاضی ہے۔ اس زمانے میں روز ایک نیا رواج پیدا کر لیں تو اس پر اسلام میں احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ قرآن میں یہ بھی تو ہے کہ مَردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے۔ مَردوں کو کیا فوقیت ہے؟ مَرد پالنے والا ہے، پرورش کرنے والا ہے، مالی بار اُٹھانے والا ہے۔ اور ہم نے بیان کر دیا ہے کہ جو نوکر رکھتا ہے، مالی بار اٹھاتا ہے۔ وہ حکومت بھی کرے گا۔ مَردوں کی

فوقیت ناقابلِ انکار ہے۔ اِس جنگِ عظیم میں کون لڑ رہے ہیں؟ لاکھوں اور کروڑوں کون مر رہے ہیں؟ مَرد۔ ہند اور پاکستان تو کیا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اعلےٰ تعلیم یافتہ مَرد ہی ہیں۔ عورتوں کا دماغ مَردوں کے دماغ سے چھوٹا ہوتا ہے، کم وزن ہوتا ہے۔ اگر عورتیں زیادہ دماغی محنت کریں تو دیوانی ہو جاتی ہیں، اُن کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ ایک آدھ عورت علمی لیاقت میں ممتاز ہو بھی گئی تو کیا، حکم عمومیت پر ہی دیا جاتا ہے، نہ کہ اتفاقی اور خصوصی حالت پر۔ بعض مُرغیاں اذاں بھی دیتی ہیں، ایسے اتفاقات پر کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا۔

عدمِ نکاح کی وجہ سے اولاد، غیر اولاد کی تمیز باقی نہیں رہتی! اور پالنا پرورش کرنا جو مَردوں کا خاصہ ہے، وہ بھی باقی نہیں رہتا، طبیعی زندگی غیر طبیعی غیر فطری ہو جاتی ہے۔

وَالْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ

نکاح سے مقصد اولادِ صالح کا پیدا ہونا اور اُمت کی کثرت ہے۔ اگر کثرتِ اُمت کا لحاظ نہ رکھا جائے اور ضبطِ تولید، برتھ کنٹرول پر عمل کیا جائے تو سو سال میں ایک آدمی بھی دنیا میں باقی نہ رہے گا۔ اگر کوئی پیرِ فرتوت رہ جائے تو رہ جائے۔

عورت کے حمل اور رضاعت کے زمانے میں کثرتِ اُمت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا مَردوں کو تعددِ ازدواج کی اجازت دی گئی۔ نہ کہ عورتوں کو۔ اسلام نے تعددِ ازدواج کو پیدا نہیں کیا بلکہ غیر محدود نکاحوں کو چار تک محدود کر دیا۔ اس جنگِ عظیم میں لاکھوں کیا، کروڑوں مَرد مارے جارہے ہیں اور عورتوں کی تعداد مَردوں کی تعداد سے بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اگر تعددِ ازدواج کی اجازت نہ دی جائے تو یہ بیوہ عورتیں کس طرح بسر کریں گی۔ کون ان کا متکفل ہوگا۔ یہ اسلامی اصول ہے اور لوگ مجبور ہیں کہ اس پر عمل کریں۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (٢٢٩)

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ: طلاق رجعی دو ہوتی ہیں۔ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ: پھر روک رکھنا قاعدۂ معلوم کے مطابق، دستور کے موافق، عرف عام کے مطابق۔ مَسَكَ: پکڑا، روکا۔ اَمْسَكَ: پکڑا۔ روکا۔ مُمْسِكٌ: بخیل۔ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ: یا چھوڑ دینا حُسنِ معاملہ یا خوبی کے ساتھ۔ یعنی تیسری طلاق دے دینا۔ سَرَحَ يَسْرَحُ۔ سَرْحًا۔ چرنا۔ چرانا۔ لازم اور متعدی دونوں ہیں۔ سَرَّحَ۔ باب تفعیل سے۔ چرنے چھوڑنا۔ روانہ کر دینا۔ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ: اور تم کو حلال نہیں، جائز نہیں۔ اَنْ تَاْخُذُوْا: کہ لے لو۔ یہ فاعل ہے لَا يَحِلُّ کا۔ مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ: جو کچھ کہ تم نے ان کو دیا ہے۔ شَيْئًا کی صفت ہے۔ اِلَّآ اَنْ يَّخَافَا: مگر یہ کہ ڈریں۔ اس سے مراد میاں بیوی کے طرف کے حکم ہیں۔ اَلَّا يُقِيْمَا: کہ قائم نہ رکھ سکیں گے۔ يَخَافَا کا مفعول ہے۔ حُدُوْدَ اللّٰهِ حدودِ خدا کو، احکامِ الٰہی کو۔ فَاِنْ خِفْتُمْ: اے حکمو! تم کو اگر خوف ہو۔ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ: کہ میاں بیوی احکامِ الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا: تو میاں بیوی پر کوئی گناہ نہیں۔ فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ: اس مال کے دینے میں جس سے میاں کے ہاتھ سے بیوی کو رہائی ہو۔ اور بیوی فدویہ کے طور پر مہر واپس کر دے یا کچھ اور زیادہ دے۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ: یہ اللہ کے حدود ہیں۔ فَلَا تَعْتَدُوْهَا: ان سے تجاوز نہ کرو۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ: اور جس نے تجاوز کیا۔ حُدُوْدَ اللّٰهِ: اللہ کے حدود سے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ: سو وہی ظالم ہیں۔

ترجمہ:۔ طلاق (رجعی) دو ہی ہوتی ہیں۔ (یعنی وہ طلاق جس میں میاں بغیر تجدیدِ نکاح کے رجوع کر سکتا ہے دو ہی ہیں) پھر دستور کے موافق اپنی بیوی کو زوجیت میں باقی رکھے یا حُسن و خوبی سے چھوڑ دے اور تم کو حلال نہیں کہ تمہارے دیئے ہوئے مہر سے کچھ واپس لے لو۔ مگر یہ کہ حکموں کو خوف ہو کہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ (اور احکامِ الٰہی کے پابند نہ رہیں گے) پس اگر تم کو ایسا خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو بیوی (مہر معاف کر کے یا اس کو واپس کر کے) کچھ دے کے اپنی جان چھڑا لے تو

ان (میاں بیوی) پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کے حدود ہیں (احکامِ الٰہی ہیں) ان سے تجاوز نہ کرو
اور جو لوگ اللہ کے حدود سے تجاوز کریں گے، وہی ظالم ہیں ÷

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (۲۳۰)

فَاِنْ طَلَّقَهَا: پھر اگر ان دو طلاقوں کے بعد ایک اور طلاق دے دے یعنی تیسری طلاق دے۔ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ: تو وہ عورت اس کو حلال نہ ہوگی یعنی اس سے نکاح نہ ہوگا۔ مِنْ بَعْدُ: اس کے بعد بَعْدُ کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ اَیْ مِنْ بَعْدِ هٰذَا۔ جب مضاف الیہ محذوف ہو تو بَعد کا لفظ اور دوسرے ظروف ضمہ پر مبنی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مِنْ کی وجہ سے جر نہیں آیا۔ حَتّٰى تَنْكِحَ: یہاں تک کہ وہ عورت نکاح کر لے۔ زَوْجًا غَيْرَهٗ: ایک دوسرے خاوند سے۔ تین طلاق کے بعد کسی طلاق کا حق باقی نہیں رہتا۔ تین طلاق کو طلاقِ مغلظہ کہتے ہیں۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا: اگر دوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دی۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا تو ان مرد اور عورت پر کوئی گناہ نہیں۔ اَنْ يَّتَرَاجَعَا: کہ دونوں رجوع کرلیں، پہلے خاوند سے پھر نکاح کیا جائے۔ اِنْ ظَنَّا: اگر ان دونوں نے گمان کیا۔ ظن غالب رکھا۔ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ: کہ حدود اللہ کو قائم رکھیں گے۔ نکاح و طلاق بڑی اہمیت رکھتے ہیں ان کو کھیل ٹھٹھا نہ بنانا چاہئے۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ: اور یہ اللہ کے حدود ہیں، یہ خدا کی حد بندیاں ہیں۔ يُبَيِّنُهَا: ان کو بیان کرتا ہے۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ: اس قوم کے لئے جو علم رکھتی ہے، ان لوگوں کے لئے جو خیر و شر کو سمجھتے ہیں، صاحب علم و تمیز ہیں، جن کے دلوں میں احکامِ الٰہی کی وقعت ہے۔

ترجمہ :۔ اگر شوہر نے اس عورت کو پھر طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت ہرگز حلال نہ ہوگی (نہ اس سے نکاح ہو سکے گا) اس کے بعد یہاں تک کہ وہ عورت کسی اور شوہر سے نکاح کر لے۔ پھر اگر وہ دوسرا شوہر بھی اس کو طلاق دے دے تو اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ (نئے سرے سے پھر نکاح کی طرف) رجوع کریں۔ بشرطیکہ ان دونوں کو ظنِ غالب ہو کہ وہ حُدودِ الٰہی کی پابندی کریں گے (اور ان کو قائم رکھیں گے) یہ حدود اللہ ہیں جن کو

اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے اہلِ علم قوم کے لئے :

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَ
مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ
هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (٢٣١) ع

وَاِذَا طَلَّقْتُمْ : اور جب تم نے طلاق دی ۔ اَلنِّسَآءَ ۔ عورتوں کو ۔ فَبَلَغْنَ : پھر وہ پہنچ گئیں ۔ اَجَلَهُنَّ : اپنی عدت کو، مدت کو ۔ فَاَمْسِكُوْهُنَّ : پھر روک لو اُن کو ۔ بِمَعْرُوْفٍ : معلوم طریقے سے عرفِ عام کے مطابق، حسبِ دستور ۔ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ : یا چھوڑ دو اُن کو، یا آزاد کر دو ان کو ۔ بِمَعْرُوْفٍ : دستور کے موافق ۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ : اور نہ روک رکھو ان کو ۔ ضِرَارًا : ضرر پہنچانے کے لئے ۔ لِتَعْتَدُوْا : حدودِ معینہ سے تجاوز کرنے کے لئے ۔ تعدی اور ایذا رسانی کے لئے ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ : اور جس نے ایسا کیا فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۔ پس اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا، اس کا خمیازہ خود اس کو بھگتنا پڑے گا ۔ وَلَا تَتَّخِذُوْا ۔ اور نہ بنالو ۔ اٰيٰتِ اللّٰهِ : اللہ کی آیتوں کو ۔ احکامِ خداوندی کو ۔ هُزُوًا : مسخراپن، ٹھٹّا، دل لگی، ہنسی ۔ وَاذْكُرُوْا : اور یاد کرو، ذکر کرو ۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ : اللہ کی نعمت کو، اس کے احسان کو ۔ عَلَيْكُمْ ۔ تم پر ۔ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ : اور جو اُتارا تم پر ۔ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ : کتاب وحکمت سے ۔ مَآ اَنْزَلَ کا بیان ہے ۔ يَعِظُكُمْ بِهٖ : اس سے تم کو وعظ کرتا ہے، نصیحت کرتا ہے، پند دیتا ہے ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ : اور اللہ سے ڈرو ۔
وَاعْلَمُوْٓا : اور خوب جان لو ۔ اَنَّ اللّٰهَ : کہ اللہ ۔ بِكُلِّ شَيْءٍ : ہر شے کو، ہر چیز سے ۔ عَلِيْمٌ : باخبر ہے، واقف ہے، علم رکھتا ہے ۔ تمہارے کرتوتوں کو جانتا ہے ۔

ترجمہ :- اور جب تم عورتوں کو طلاق دیدو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو ان کو یا تو دستور

کے موافق رکھ لو۔ یا دستور کے موافق چھوڑ دو۔ اور ان کو ضرر پہنچانے اور ان پر تعدّی کرنے کے لئے نہ روکو اور جس نے ایسا کیا تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور خدا کے احکام سے مسخراپن نہ کرو (اس کو دل لگی نہ بناؤ) اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہوئی ہیں اور یہ (احسان بھی یاد رکھو) کہ اس نے تم پر کتاب و حکمت نازل فرمائی۔ اللہ تم کو سمجھاتا ہے (پند دیتا ہے) اللہ سے ڈرو۔ اور یہ جان رکھو کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے (اور اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے)۔

صاحبو! نکاح اور طلاق بچّوں کا کھیل نہیں ہے، تمدّن کا دار و مدار شادی بیاہ پر ہے، ازدواج بڑے گاڑی کے دونوں بیل برابر چلیں تو گاڑی چلتی ہے۔ ایک نے شرارت کی اور اڑیل بن گیا۔ لاکھ مارو آگے نہیں چلتا، تو ظاہر ہے کہ گاڑی چلنا موقوف ہو جائے گی۔ طلاق کے مسائل بہت اہم ہیں۔ ان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان کے سمجھنے میں قسم قسم کی غلط فہمیاں ہو رہی ہیں۔ مَیں چند اصولوں کی طرف اشارات کرتا جاؤں گا۔ اللہ اس سے مسلمانوں کو فائدہ عطا کرے۔

عربوں کے پاس عورتوں پر بڑا ظلم کیا جاتا تھا۔ نہ انسانیت سے رکھتے نہ آدمیت سے چھوڑتے۔ طلاق دیتے، عِدّت ختم ہونے کو ہوتی، رجوع کر لیتے۔ اسلام نے دو مرتبہ سے زیادہ رجوع کرنے کا حق نہیں دیا۔ تیسری دفعہ میں یا تو اِدھر یا تو اُدھر۔ نہ کہ بیچ میں ادھر۔

ان مسائل میں چند اصطلاحات آئیں گی۔ مَیں پہلے انھیں کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

نِکاح میاں بیوی کا ایک معاہدہ ہے جس میں ایک طرف سے سرپرستی و پرورش ہے تو دوسری طرف سے اطاعت و فرماں برداری۔ نکاح ایک دائمی معاہدہ ہے۔ بعض دشواریوں کی وجہ سے کبھی ٹوٹ بھی جاتا ہے اسی کا نام طلاق ہے۔ چند روز کے لئے ایسے تعلقات کے قائم کرنے کا نام متعہ ہے۔ جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔ عورت سے ازدواجی فائدہ اٹھانے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو بیوی ہو جو وارث ہوتی ہے یا شرعی لونڈی ہو۔ ممتوعہ نہ بیوی ہے کہ وارث ہو نہ لونڈی ہے کہ جائز ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

حجۃ الوداع میں مُتعہ کو حرام فرمایا ہے۔ (ترمذی)
طلاق کی کئی قسمیں ہیں۔

طلاقِ رجعی وہ طلاق جس میں بغیر نکاحِ جدید کے میاں، بیوی کو رجوع کر سکتا ہے۔ طلاقِ رجعی دو دفعہ ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

طلاقِ بائن وہ طلاق جس میں میاں بیوی ایک دوسرے سے جُدا ہو جاتے ہیں، اگر پھر ملنا چاہیں اور بیوی بھی ملنے کے لئے راضی ہو تو نکاحِ جدید اور مہرِ جدید کی ضرورت ہو گی۔

طلاقِ بائن میں ایسے لفظ ہوتے ہیں جو طلاق کی شدت و قوت پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً جُدا کر دینے والا طلاق۔ پہاڑ برابر طلاق۔ کنایات میں جب طلاق مُراد ہوتی ہے تو بائن ہوتی ہے جیسے تم اپنے میکہ میں چلی جاؤ۔ آج سے تمہاری مہار تمہاری گردن پر۔

طلاقِ مُغلّظہ تیسری طلاق۔ اس کے بعد عورت بالکل آزاد ہو جاتی ہے، اگر اس سے دوبارہ نکاح کرنا بھی چاہے تو ہرگز نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر وہ کسی اور سے نکاح کر لے اور وہ طلاق بھی دے دے تو نئے سرے سے پھر سلسلۂ ازدواج شروع ہو گا۔ اور مَرد کو تین طلاق کا حق پیدا ہو جائے گا۔

شرعِ شریف میں صحیح طریقہ طلاق دینے کا اس طرح ہے۔ طُہر اور پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دیں، مہینے بھر میں میاں بیوی کا غصہ نہ اُترا اور باہمی ناخوشی قائم رہی تو دوسرے طُہر میں پھر اور ایک طلاق دے گا، اگر اس مہینے میں بھی غصہ نہ اُترا اور ملاپ کی صورت نہ پیدا ہوئی تو پھر طُہر میں ایک اور طلاق دے گا جو تیسری اور آخری ہو گی۔ طلاق کے زمانے میں بیوی، میاں کے گھر رہے گی اور شوہر اس کا نفقہ اور خرچہ دے گا۔ اس طرح گذارنے کو عِدّت کہتے ہیں۔ عِدّت میں بہت سے فائدے ہیں۔ نسل میں خلط نہیں ہوتا۔ ایک کا بچہ ایک کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ طلاق یافتہ عورت اس عرصۂ مدّت میں اپنے قرابت داروں کو طلب کر سکتی ہے۔ عِدّت تین حیض تک ہے۔ اگر حیض نہیں آتا تو تین مہینے۔ لونڈی ہو تو دو حیض۔ حیض نہیں آتا تو ڈیڑھ مہینہ۔ خاوند مر گیا ہو تو تقریباً ڈیوڑھی عدّت یعنی چار مہینے دس دن۔ اگر حاملہ ہو تو بچہ کا تولّد ہو جانا۔ عورت کو اگر

طلاق دی گئی ہے اور جماع یا خلوتِ صحیحہ واقع ہو گئی یعنے جماع کا موقعہ دیا گیا تو پورا مہر دینا ہوگا۔ اور جماع نہ ہوا تو نصف مہر۔ اگر جماع بھی نہ ہو اور مہر بھی متعین نہ تھا تو دو جوڑے کپڑوں کے دینا چاہیئے۔

کیا دو یا تین طلاقیں ایک وقت میں دی جا سکتی ہیں؟ اگر دی جائیں گی تو پڑ جائیں گی مگر خلافِ سنّت ہوگا۔ اگر کسی نے طلاق ۔ طلاق ۔ طلاق تین دفعہ کہا تو اس کا کیا حکم ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضؓ کے زمانے میں طلاق کا لفظ مکرّر سہ کرّر تاکیداً کہا جاتا تھا۔ اور مقصود ایک ہی طلاق رہتی مگر حضرت عمر رضؓ کے زمانے میں محاورہ بدل گیا۔ آپ نے زبان دانوں سے مشورہ کیا تو سب نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ اس وقت اس لفظ کی تکرار تاکیداً نہیں ہے بلکہ تنجیزاً ہے یعنی ہر دفعہ ایک مستقل طلاق مقصود ہے۔ لہٰذا تاکید کی صورت میں ایک طلاق اور تنجیز کی صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

اس مقام میں علماء کو بہت غلط فہمیاں ہوئی ہیں اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ یا کوئی اور منسوخ کر سکتا ہے۔ یہ اُن کی ذاتی کم فہمی ہے جو واجب الاحتراز ہے۔

خُلع کس کو کہتے ہیں؟ میاں اور بیوی میں ناچاقی اور اختلاف پیدا ہو جائے اور لاکھ سُلجھانا چاہیں نہ سُلجھے تو 'آخِرُ العِلَاجِ الکیُّ'۔ کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا تو داغ دیتے ہیں وفاق ممکن نہ ہو تو فراق ہے صحیح قرآنی طریقہ یہ ہے کہ میاں بیوی میں نااتفاقی پیدا ہو جائے تو میاں کے خاندان کا ایک آدمی اور بیوی کے خاندان کا ایک آدمی حَکَم بنائے جائیں اتفاق پیدا ہو جائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ اتفاق پیدا نہ ہو سکے تو وہی الفراق الفراق ۔ ایک عام غلطی یہ ہو رہی ہے کہ لوگ ناصح مشفق اور حَکَم میں تمیز نہیں کرتے۔ صرف نصیحت کرنا ناصح مشفق کا کام ہے۔ حَکَم حُکم کرتا ہے، فیصلہ کرتا ہے۔ فیصلہ چاہے کسی کے موافق ہو یا مخالف، حَکَم کا حُکم واجب التعمیل ہوتا ہے۔ حَکَموں کے حُکم کے باوجود اگر طلاق نہ دے تو جہاں قاضی ہے قاضی طلاق دے گا۔ قاضی بہ حیثیت وکیل کے طلاق دے گا۔ دیکھو! مسئلہ عِنِّین۔ لعان۔ ناقابلِ برداشت مرض میں قاضی طلاق کا حکم دے گا۔ اگر عدولِ حکمی کی جائے تو خود قاضی بحیثیت وکیل کے طلاق دے گا۔ جہاں قاضی نہ ہو

خود حَکَم حکم کریں گے۔ حَکَم کے تقرر کی غرض رفعِ نزاع ہے۔ جب نزع مرتفع اور دُور نہ ہو تو حَکَم کا تقرر بے فائدہ اور بے کار ہے۔

ایک عام غلطی پھیلی ہوئی ہے کہ بیوی کے پاس ایک دفعہ اگر جائیں تو خاوند کا حق ادا ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے زمانے میں آپؓ نے اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا کہ عورت کتنے زمانے تک بغیر شوہر کے صبر کر سکتی ہے۔ ام المومنین نے چار کا اشارہ کیا یعنی چار مہینے سے زیادہ مدّت ہو جائے تو عورت کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی بنا پر آپ نے فوجوں کو حکم دیا کہ چار مہینے میں ان کی بدلی کی جائے۔

اُصولِ فقہ کا ایک مشہور کُلیہ ہے کہ لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ، نہ ضرر اُٹھاؤ نہ ضرر پہنچاؤ۔ اصولِ فقہ کا یہ بھی ایک کلیہ ہے کہ حاکم رفع نزاع کرے گا۔ اس کا فیصلہ کرے گا نہ مانے تو قوتِ حاکمانہ سے تعمیل کرائے گا۔ یہ نہیں کہ نصیحت کرے گا اور عاجز ہو کر بیٹھ جائے گا۔

حضرت حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں، اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ آپ نے تحقیق کی تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا۔ اور نہ اس کے اخلاق و دین داری پر مجھ کو اعتراض ہے، لیکن مجھ کو اس سے نفرتِ طبعی ہے۔ آپ نے عورت سے مہر واپس کرا دیا اور زوج سے طلاق دلوادی۔

اصولِ فقہ کا یہ بھی ایک کلیہ ہے کہ حاکم کا حُکم ظاہر و باطن میں نافذ ہوتا ہے۔ چوں کہ وہ اجتہاد کرتا ہے اس لئے اس پر کوئی الزام یا گناہ عائد نہیں ہوتا۔

بعض نادانوں کو ایک اور غلط فہمی ہو رہی ہے، قاضی اس کو سمجھ رہے ہیں جو نکاح باندھ دیتا ہے، ایجاب وقبول کرا دیتا ہے، ایک عربی خطبہ پڑھ دیتا ہے۔ نہیں، قاضی وہ ہے جو رعایا کے مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے، رفع نزاع کراتا ہے، سلطنت کی قوت سے اپنے احکام کی تعمیل کرواتا ہے۔

ایک اور مسئلہ بڑا اہم ہے جس میں لوگ غلطاں و پیچاں ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اُستاد،

شاگردوں کو، ماں باپ بچوں کو، بادشاہ، رعایا کو، قاضی، اہلِ مقدمات کو ان کی غلطیوں پر تادیب کرتا ہے، سزا دیتا ہے۔ مگر وہ تادیب کی حد تک ہو ظلم کی حد تک نہ پہنچے۔ اصولِ فقہ کی کلیات میں سے ہے کہ ظلم دور کیا جائے گا۔ اگر کوئی مرد عورت پر ظلم کر رہا ہو، تادیب سے تجاوز کر گیا ہو تو قاضی کا پنجۂ آہنی ظالم کی گردن پکڑلے گا۔ کس فقہ کی کتاب میں، کونسی تعزیراتِ ہند میں، کس تعزیراتِ دکن میں لکھا ہے کہ عورت پر ظلم و ستم کرنا مستثنیاتِ عامہ میں داخل ہے۔؟ قانون کے مطابق، شرع کے مطابق اگر حاکم ظالم شوہر کو سزائیں دیا کرے تو دولھا میاں کا سارا نشہ ہرن ہو جائے گا اور درشت گوئی، آزارِ لسانی، تملق و خوشامد میں مبدل ہو جائے گی۔

احناف کے پاس یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ فقہائے حنفی اگر یہ سمجھیں کہ صورتِ حاضرہ میں عورت پر ظلم واقع ہوگا تو اس مقدمہ کو کسی شافعی، مالکی، حنبلی قاضی کے پاس بھیج دیں اور اس کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ کوئی دوسرا حنفی قاضی اس کے حکم کو توڑ نہ سکے گا۔

بعض عورتیں نکاح کے وقت ہی معاہدہ میں ایسی شرائط داخل کرلیتی ہیں اور معاہدہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جائے تو عورت کو طلاق اور وہ آزاد۔

دینِ اسلام میں بڑی سہولتیں ہیں۔ خیر و شر کے تمام پہلوؤں پر اسلام کی نظر ہے۔ تفصیلی مسائل کتبِ فقہ میں ملاحظہ فرمائیں اور ان اشارات و اصول پر قناعت کریں۔

صاحبو! طلاق اور خلع ان احکام میں سے ہیں، جن سے تمام مذاہب کورے ہیں، جن کا کسی کتاب میں پتہ نہیں۔ افسوس اَلدِّیْنُ یُسْرٌ، یعنی دین آسان ہے کو کیا کر دیا ہے، ناقابلِ عمل بنا دیا ہے اور مخالفین ہمارے اصول کو لے کر اس پر عمل کر کے اب ہم پر ہنستے ہیں۔ اسلام کو ظلم بتلاتے ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر۔

صاحبو! خلع کیا ہے؟ بیوی کی طرف سے تحریکِ طلاق۔ پس اگر ناقابلِ برداشت زیادہ مرد کی طرف سے ہے تو حاکم طلاق دینے کا حکم دے گا اور مہر بھی اس کے سر پر آجائے گا اور اگر نافرمانی اور نشوز عورت کی طرف سے ہے تو اگر مہر واجب الادا ہے تو اس کو معاف کرنا پڑے گا یا مہر کا کچھ حصہ معاف کرنا پڑے گا۔ اور ممکن ہے کہ حاکم اگر مناسب سمجھے تو مہر کے سوا کچھ اور

نا ئدمال بھی دینا پڑے گا۔ حضرت ؓ نے تو واپسی مہر پر طلاق دینے کا حکم دیا تھا۔ مسلمانوں میں خلع میں کیوں دیر ہوتی ہے۔ عورت مہر معاف کرنا نہیں چاہتی کیونکہ وہ بہت بڑی مقدار کا ہوتا ہے۔ اسی حیص بیص میں عورتوں کی عمریں تباہ ہو رہی ہیں۔ کیا نکاح ثانی ناجائز ہے۔ میاں، بیوی کو برسوں نہیں پوچھتا اور عورت ناگفتنی کام کرنے لگتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

صاحبو! آج کل مردوں کے مظالم کا زمانہ گیا۔ عورتوں کے مظالم شروع ہو چکے ہیں نکاح شرعی موجودہ زمانے کے حالات سے شرما کر اپنا منہ کتم عدم میں چھپا رہے ہیں۔ اب نکاح شرعی کے عوض سیول میرج ہو رہی ہے۔ صاحب بہت زور سے خراٹے لیتے ہیں جس سے میری نیند خراب ہوتی ہے۔ حاکم سے درخواست کرتی ہے کہ نکاح فسخ کر دیا جائے، بات بات پر فسخ نکاح، یہ کیا تمدن ہے؟ کیا تہذیب ہے؟ عورت فسخ نکاح کرواتی ہے اور مرد کی ماہوار نفقہ میں باندھی جاتی ہے توبہ توبہ! اسلام ان سب شرارتوں اور خباثتوں سے پاک ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا۔ یہ خدا کی حد بندیاں ہیں انکے پاس تک نہ جاؤ۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۲۳۲)

وَاِذَا طَلَّقْتُمْ: اور جب تم نے طلاق دی۔ اَلنِّسَآءَ: عورتوں کو۔ فَبَلَغْنَ: پھر وہ پہونچ گئیں۔ اَجَلَهُنَّ۔ اپنی مدت کو یعنی انتہائی مدت کو، یعنی ان کی عدت ختم ہو جائے۔ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ پھر ان کو نہ روکو۔ عَضَلَ عَلَیْهِ: یَعْضُلُ۔ عَضْلًا: تنگی کی۔ وَعَضِلَ بِهِ الْاَمْرُ۔ کام دشوار ہو گیا۔ مُعْضَلَة: مشکل مسئلہ۔ عُضَال: مرض لاعلاج۔ اَنْ یَّنْكِحْنَ۔ کہ نکاح کرلیں۔ اَزْوَاجَهُنَّ اپنے شوہروں سے۔ اِذَا تَرَاضَوْا: جب باہم راضی ہو جائیں۔ بَیْنَهُمْ: آپس میں۔ بِالْمَعْرُوْفِ: عرف عام کے مطابق، دستور کے موافق۔ ذٰلِكَ: یہ۔ یُوْعَظُ بِهٖ: اس کو وعظ کیا جاتا ہے، نصیحت کی جاتی ہے، پند دی جاتی ہے۔ مَنْ كَانَ: جو ہو۔ مِنْكُمْ: تم میں سے۔ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ: اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ: اور قیامت پر۔ ذٰلِكُمْ۔ یہ بات۔

اَزْکٰی لَکُمْ: زیادہ پاک صاف ہے تمہارے لئے۔ زکی کے معنٰی میں برکت اور نشو ونما کا خیال غالب ہے۔ اسی سے زکوٰۃ ہے۔ جس کے دینے کے بعد کمائی ستھری ہو جاتی ہے اور اللہ کے فضل سے رو بہ ترقی ہوتی ہے۔ وَاَطْهَرُ: اور زیادہ طہارت والی، پاک تر۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ: اور اللہ جانتا ہے۔ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ: اور تم نہیں جانتے۔

ترجمہ۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ ختم مدت کو پہنچ جائیں تو تم ان کو نہ روکو کہ اپنے شوہر سے نکاح کر لیں۔ بشرطیکہ ان میں باہمی رضامندی ہو (اور یہ باہمی رضامندی بھی) دستور کے موافق ہو۔ یہ (جو کچھ کہا جا رہا ہے اس سے مقصود) ایسے شخص کو نصیحت کرنا ہے، جو اللہ پر اور آخرت (کی جواب دہی) پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے حق میں پاک صاف اور اچھی بات ہے۔ اللہ (تمام مصالح سے) واقف ہے اور تم واقف نہیں۔

طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہیں:۔

(۱) مرد اس سے رجوع کرے اس کو فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ میں بیان فرمایا۔

(۲) رجوع نہ کرے یہاں تک کہ عدت تمام ہو جائے۔ اس کو اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ سے بیان فرمایا۔

(۳) تیسری طلاق دے کر بالکل جدائی ہو جائے اس کو فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ میں بیان فرمایا ہے۔

یہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ سنت طریقہ ہر ماہ ایک طہر میں ایک طلاق دینے کا ہے۔ مگر خلافِ سنت کسی نے دو یا تین طلاقیں دے دیں تو پڑ ضرور جائیں گی۔ تین طلاقیں یعنی طلاقِ مغلظہ کے بعد اور عدت گزر جانے پر عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے پھر اس سے طلاق لینے کے بعد شوہرِ اوّل سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسا نکاح کرنا حلال ہے۔ اگر کوئی شخص نکاح ہی اس لئے کرے کہ اس عورت کو طلاق دے اور وہ شوہرِ اول کی طرف رجوع کرے۔ تو ایسی عورت حلالہ ہے۔ حَتّٰى تَنْكِحَ سے مراد جماع ہے۔ نکاح عقدِ شرعی اور جماع دونوں کے معنے میں آتا ہے کیوں کہ اس کے اصلی معنے سوراخ کرنے اور کانٹا چبھانے کے ہیں۔ تحلیل کے خیال سے نکاح کرنا نہایت شرمناک

اور مکروہ فعل ہے۔ حدیث میں ہے۔ حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ یہاں تک کہ تو اے عورت! اس کا شہد چکھ لے۔ اس سے مُراد جماع ہے۔

ہمارے زمانے میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شوہر نے حماقت سے بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ پاس پیسہ بھی کچھ زیادہ نہ تھا۔ نہ زور تھا نہ زر۔ مظالم البتہ تھے تحلیل کی غرض سے ایک بوڑھے عرب سے شادی کردی گئی۔ وہ زور بھی رکھتا تھا۔ اخلاق وعادات بھی اچھے تھے نہ اس عرب نے عورت کو چھوڑا اور نہ عورت نے عرب کو چھوڑا۔ نتیجہ دولھا میاں کی تباہی دنیا میں رُسوائی اور بیوی سے جُدائی ہوئی۔

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۲۳۳

وَالْوَالِدٰتُ: اور مائیں۔ یُرْضِعْنَ: دودھ پلائیں۔ اَوْلَادَهُنَّ: اپنی اولاد کو۔ حَوْلَيْنِ: دو سال۔ حَالَ۔ یَحُوْلُ۔ حَوْلًا: گردش کرنا، پھرنا۔ زمانہ گردش کھاتا ہے۔ اس واسطے سال کو حول کہا گیا۔ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ: پورے دو سال۔ لِمَنْ اَرَادَ: اس شخص کے لئے جو ارادہ کرے۔ اَنْ يُّتِمَّ: کہ تمام کرے، پُورا کرے۔ اَلرَّضَاعَةَ: دُودھ پلانے کو۔ رَضِعَ۔ یَرْضَعُ۔ وَرَضَعَ۔ یَرْضِعُ۔ رَضْعًا: وَرَضَاعًا۔ وَرِضَاعًا۔ وَرِضَاعَةً: ماں کا سینہ چوسنا۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ: اور وہ شخص جس کا بچہ ہے جس کی اولاد ہے۔ باپ اور ولی پر واجب ہے۔ رِزْقُهُنَّ: ان کا کھانا۔ یعنی مطلقہ عورت کا وَكِسْوَتُهُنَّ۔ اور ان کا کپڑا۔ بِالْمَعْرُوْفِ۔ عُرف عام اور دستور کے موافق۔ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

کسی شخص کو تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ اِلَّا وُسْعَهَا: مگر حسبِ وسعت و گنجایش، حسب استطاعت۔ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ: ماں کو ضرر اور تکلیف نہیں دی جائے گی۔ بِوَلَدِهَا: اس کے بچے کی وجہ سے۔ وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ: اور نہ باپ کو۔ بِوَلَدِهٖ: اس کے بچے کی وجہ سے۔ وَعَلَى الْوَارِثِ: اور وارث پر واجب ہے۔ مِثْلُ ذٰلِكَ: ایسے ہی۔ فَاِنْ اَرَادَا: پھر اگر دونوں ارادہ کریں۔ فِصَالًا: دودھ چھڑانے کا۔ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا: ان دونوں کی باہمی رضامندی سے، باہمی مرضی سے۔ وَتَشَاوُرٍ: اور باہمی مشورے سے یعنی باہمی صلاح و مشورے سے دودھ چھڑا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا: تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ: اور اگر تم ارادہ کرو، چاہو۔ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا: کہ دودھ پلواؤ۔ اَوْلَادَكُمْ: اپنی اولاد کو۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ: تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اِذَا سَلَّمْتُمْ: جب تم دے دو، سپرد کر دو، تسلیم کر دو۔ مَّآ اٰتَيْتُمْ: جو تم نے دیا، جو تم پر واجب الادا ہے۔ بِالْمَعْرُوْفِ: عرفِ عام اور دستور کے موافق۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ: اور اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو۔ وَاعْلَمُوْٓا: اور خوب جان لو۔ اَنَّ اللّٰهَ: کہ بے شک اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ: تم جو عمل کرتے ہو، تمہارے کاموں کو۔ بَصِيْرٌ: دانا بینا ہے، دیکھتا ہے، باخبر ہے۔

ترجمہ:۔ اور ماؤں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو کامل دو برس تک دودھ پلائیں۔ اس شخص کے لئے جو (تین طلاق کے بعد بھی اس عورت سے) پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہتا ہو اور باپ پر دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا دستور کے موافق لازم ہے۔ کسی کو تکلیف نہیں دی جائیگی مگر اسی قدر کہ اس کی وسعت اور گنجائش ہو۔ نہ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے ضرر دیا جائے گا نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے۔ اسی قدر اس کے وارث پر بھی ہے۔ اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورے سے اس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دینا چاہیں تو کچھ گناہ نہیں اور اگر (کسی اور عورت سے) اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہیں تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جب کچھ تم نے دینے کا وعدہ کیا ہو دستور کے موافق دیدو۔ اور اللہ سے ڈرو اور خوب جان رکھو کہ اللہ تمہارے اعمال اور کاموں کو دیکھتا ہے۔

واضح ہو کہ جب عورت کو طلاق ہو جاتی ہے اور رجوع کی صورت باقی نہیں رہتی تو اس کا اثر اولاد کے دودھ پلانے اور تربیت کرنے پر پڑتا ہے اور اس وقت دو صورتیں پیدا ہوں گی۔

(۱) خود بچے کی ماں بچے کو دودھ پلائے۔

(۲) کسی دایہ کو رکھ کر دودھ پلانے کا انتظام کیا جائے۔

ان صورتوں میں بچے کے کھانے پینے کے متعلق اور دودھ پلانے والی کے کھانے کپڑے کے متعلق اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآنِ پاک نے حکم دیا کہ عرفِ عام اور دستور کے موافق کھانے کپڑے وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ نہ بچے کے باپ کو تکلیف پہنچے نہ ماں کو۔ اگر باپ مر گیا ہو اور دوسرا اس کا وارث ہو گیا ہو تو اس کو بھی باپ کی طرح اس عورت کے کھانے کپڑے کا انتظام کرنا پڑے گا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ بچہ باپ کا ہوتا ہے اور سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے جاری ہوتا ہے۔ اب رہی یہ بحث کہ دودھ کتنی مدت تک پلایا جائے؟ پورے دو سال دودھ پلوانے کا حق باپ کو ہے بشرطیکہ تراضی طرفین سے دو سال سے کم مدت پر اتفاق نہ ہو جائے۔ اور اگر دو سال سے کم مدت میں دودھ چھڑانا ہو اور اس پر اتفاق ہو جائے تو وہ بھی جائز ہے اور نفقہ لازمۂ عدت ذمہ ہوگا۔ مگر کسی صورت میں دو سال سے زائد مدت تک باپ کو کھانے کپڑے کا بار اٹھانا نہ پڑے گا۔ اور اگر تیس مہینہ یعنی ڈھائی سال تک عورت دودھ پلائے تو حرمتِ رضاعت ثابت ہو سکتی ہے مگر دو سال سے زائد چھ مہینوں میں کھانے کپڑے کا بار واجب نہ ہوگا۔ پس حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ کے معنے یہ ہوں گے کہ وجوبِ نفقہ اور کھانے کپڑے کے لئے دو سال ہیں۔ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کے معنے بھی معلوم ہو گئے کہ بغیر طلبِ نفقہ کے اگر کوئی عورت ڈھائی سال دودھ پلائے تو پلا سکتی ہے اور دو سال سے زائد مہینوں میں بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو سکتی ہے۔ یہی مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا ہے۔ دوسرے ائمہ کے پاس انتہاء مدتِ رضاعت حولین کاملین یعنے دو سال ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۲۳۴

وَالَّذِيْنَ: اور وہ لوگ۔ يُتَوَفَّوْنَ: وفات دیئے جاتے ہیں۔ وَفّٰی: مادہ اس

کے اصلی معنیٰ ہیں کسی چیز کا تمام و کمال لینا اور اس پر پورا پورا قبضہ ہونا۔ مرنے والے کو مُتَوَفّٰی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی عمرِ مقدر پوری پالیتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس کی روح پر فرشتے قبضہ کرتے ہیں۔ مِنْکُمْ: تم میں سے۔ وَیَذَرُوْنَ: اور چھوڑ جاتے ہیں۔ اس فعل کے مضارع اور امر کے سوائے دوسرے صیغے مستعمل نہیں۔ اَزْوَاجًا: جوڑوں کو، بیویوں کو۔ عربی میں زوج کا لفظ مذکر و مونث دونوں پر مستعمل ہوتا ہے۔ زَوْجَۃٌ صحیح عربی نہیں۔ یَتَرَبَّصْنَ: روک رکھیں۔ بِاَنْفُسِھِنَّ: اپنے آپ کو۔ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا: چار مہینے اور دس دن یعنی جس کا شوہر مر گیا ہو، اس کی مدتِ عدت عام عدت سے ڈیوڑھی ہے۔ یعنی چار ماہ دس دن۔ فَاِذَا بَلَغْنَ: پس جب وہ عورتیں پہنچ جائیں۔ اَجَلَھُنَّ: اپنے وقتِ معین کو یعنی آخری مدتِ عدت کو۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ: تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ فِیْمَا فَعَلْنَ: اس کام میں کہ انھوں نے کیا۔ فِیْۤ اَنْفُسِھِنَّ: اپنی ذات اور نفس کے متعلق۔ بِالْمَعْرُوْفِ: دستور کے موافق۔ یعنی نکاح ثانی کی تمہید کے طور پر زیب و زینت وغیرہ جائز طریقہ سے جو کچھ کریں تو اس میں تم پر کسی طرح کا گناہ نہیں۔

کسی کو حق نہیں کہ زمانۂ عدت سے زیادہ عورت کو سوگوار رہنے پر مجبور کرسکے ہندوؤں کی صحبت کا ایک اثر اب تک مسلمانوں میں باقی ہے کہ جب تک پورا سال نہ گزرے اور ان کے خیال کے مطابق برسی کرکے مُردے کو مُردوں میں شریک نہ کردے اس وقت تک عورت سوگوار رکھی جاتی ہے افسوس یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ جو رد مرنے کے بعد خود دوسری شادی کرلیں اور غریب بیوہ کو دوسری شادی کرنے نہ دیں، اس کا سر منڈا ڈالیں اور اس کو کھانے سے پینے میں اتنی تکلیف دیں کہ چند روز میں آغوش موت میں جالیٹے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔

وَاللّٰہُ: اور اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ: ان کاموں کو کہ تم کرتے ہو، تمہارے اعمال سے۔ خَبِیْرٌ: خبردار ہے، واقف ہے۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ تم میں سے مرجاتے ہیں (وفات پاتے ہیں) اور بیویوں کو چھوڑ جاتے ہیں۔

اُن بیویوں کو چاہیئے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھیں (اِدھر اُدھر بے ضرورت نہ جائیں) پھر جب اپنی پوری عدت کو پہنچ جائیں (اور عدت پوری گزار دیں) تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو عورتیں اپنے لئے دستور کے موافق کریں (کیونکہ خلافِ شرع نہیں نکاحِ ثانی سے عورت کو ہرگز نہ روکنا چاہیئے۔ شریعت کا دستور یہی اس طرح ہے۔ اگر عورتوں پر زبردستی کروگے، ناحق و ناروا جائز کاموں سے روکوگے) تو اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے (تم کو اس کی سزا دے گا)÷

خاوند کا مرجانا ایک امرِ عظیم ہے۔ اس لئے اس کی عدت عام عدتوں سے زیادہ ہے اور حفظِ نسل کے لئے زیادہ نگرانی کی ضرورت ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۔ (۲۳۵) ع

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ: اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ فِيمَا: اس میں۔ عَرَّضْتُمْ بِهِ: اس تعریض میں کہ تم نے کی ہے، اس اشارہ میں کہ تم نے کیا ہے۔ عَرْض: مادہ۔ تعریض ضد ہے تصریح کی اور اس کے معنی ہیں اپنے مقصود کو ایسے الفاظ میں ادا کرنا جو مقصود کے لئے نہ تو حقیقۃً وضع کئے گئے ہوں اور نہ مجازاً ہی۔ یا بہ تبدیلِ الفاظ یوں کہو کہ ایک بات کا ایسے انداز سے ذکر کرنا جو مقصود اور غیر مقصود دونوں کا احتمال رکھتی ہو، مگر قرائنِ احوال اس کا مقصود پر محمول کرنے کے لئے زیادہ مؤید ہوں: تعریض ہے یہ عرض بہ معنی جانب لے لیا گیا ہے۔ عَرْضُ الشَّيْءِ: جَانِبُهُ: چونکہ تعریض کرنے والا بھی اپنے مقصود کے اِرد گرد پھرتا اور اسے ظاہر نہیں کرتا ہے اس لئے اسے تعریض کہتے ہیں۔۔ ایک لفظ ہے تَلْوِيح اور یہ بھی تعریض کا مرادف ہے بمعنی کنایہ، اشارہ۔ کنایہ اور تعریض میں فرق یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کے لوازم کے ساتھ ذکر کرنا مثلاً میزبانی

کے لئے كَثِيْرُ الرَّمَادِ۔ اور قد آور آدمی کے لئے طَوِيْلُ النِّجَادِ کنایہ ہے اور اپنے مقصود کو ایسے مبہم
اور گول لفظوں میں ادا کرنا جو مقصود پر بھی دلالت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور غیر مقصود پر بھی
مگر مقصود کی طرف ان کا میلان اکثر اور اتم ہو تعریض ہے۔ اس مقام پر اس لفظ سے مطلب یہ ہے کہ
ظاہر لفظوں میں پیغام نہ دے کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں البتہ ایسا لفظ کہہ دے کہ تم جمیلہ ہو یا مرغوب
ہو۔ یا تم سے بھلا کون شادی نہ کرے گا، یا خوش قسمت ہے، وہ شخص جس سے شادی کرنے پر تم راضی
ہو جاؤ۔ غرض ایسے الفاظ ہوں جس سے اشارہ پایا جاتا ہو تو کوئی ہرج نہیں۔

اصل یہ ہے کہ عدت کا زمانہ عورت کے سوگ کا زمانہ ہے، اس زمانے میں شادی بیاہ کی باتیں
کرنا انسانی تہذیب اور مروّت کے خلاف ہے۔ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ، عورتوں کی منگنی سے
نسبت ٹھہرانے سے۔ خَطَبَ۔ يَخْطُبُ۔ خُطْبَةً، یا تو خطاب سے ماخوذ ہے، جو بمعنی کلام
ہے یا خَطْبٌ بمعنی امر اور شان سے مشتق ہے جیسے مَا خَطْبُكَ اَیْ شَانُكَ، تمہارا
کیا حال ہے، کیا واقعہ ہے۔ اَوْ اَكْنَنْتُمْ، یا تم نے چھپایا۔ كِنٌّ، جھاڑی، پردہ، وہ چیز
جس میں کوئی چیز حفاظت سے رکھی جا سکے۔ اَكْنَانٌ، اور اَكِنَّةٌ جمع كِنَانٌ، پردہ
فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ، اپنے دلوں میں۔ عَلِمَ اللّٰهُ، اللہ نے جان لیا، اللہ کو اس کا علم ہے۔
اَنَّكُمْ، کہ تم۔ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ، قریب میں تم ان عورتوں کو یاد کرو گے، ان عورتوں کا
تم کو خیال آئے گا۔ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ، اور لیکن ان سے باہمی وعدہ تو نہ کرو۔ سِرًّا،
خفیہ طور پر، پوشیدہ طور پر۔ اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا، مگر یہ کہ کہو۔ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا، دستور
کے موافق بات، اچھی بات۔ وَلَا تَعْزِمُوْا، اور عزم نہ کرو، پختہ ارادہ نہ کرو۔ عزم،
مادہ۔ کسی کام پر دل کے ٹھہراؤ کو عزم کہتے ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ، بعض کہتے ہیں عزم کے معنی ایجاب کے ہیں۔ بولا کرتے ہیں۔ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ
اَیْ اَوْجَبْتُ عَلَيْكُمْ، اور اسی سے ہے۔ هٰذَا مِنْ بَابِ الْعَزَآئِمِ لَا مِنَ الرُّخَصِ
عُقْدَةَ النِّكَاحِ، عقد نکاح کا، نکاح کی گرہ کو پختہ نہ کرو۔ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ، یہاں
تک کہ نوشتہ الٰہی، خدا کا مقرر کیا ہوا، پہنچ جائے، میعاد مقررہ یعنی عدت۔ اَجَلَهٗ، اپنی انتہا کو

اپنی مدت کو۔ وَاعْلَمُوْا: اور جان لو۔ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ: کہ اللہ جانتا ہے علم رکھتا ہے۔ مَافِیْ اَنْفُسِکُمْ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ فَاحْذَرُوْہُ: اس سے ڈرو، ہشیار رہو۔ وَاعْلَمُوْا: اور جان لو۔ اَنَّ اللّٰہَ: کہ بے شک اللہ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ: غفور و حلیم ہے، مغفرت اور حلم والا ہے گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور سزا دینے میں جلد بازی بھی نہیں کرتا۔

ترجمہ :- اور نہ تم پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ تم ان عورتوں سے اشارے کے طور پر نکاح کا پیام بھیجو۔ یا اس کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھو۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تم کو ان عورتوں کا خیال پیدا ہو گا مگر مخفی طور سے نکاح کا وعدہ تو نہ کرو۔ اگر تم دستور کے موافق کوئی بات کہو تو کوئی حرج نہیں اور نکاح کی گرہ کو پختہ نہ کرو یہاں تک کہ خدا کا نوشتہ (یعنی عدت) اپنی مدت کو پہنچ جائے۔ یہ بھی جان رکھو کہ خدا تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اس سے ہشیار رہو (ڈرو) اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ مغفرت اور حلم والا ہے ۔

لَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ (۲۳۶)۔

لَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ: تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ: اگر تم نے عورتوں کو طلاق دیدی۔ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ: اس زمانے میں کہ تم نے ان عورتوں کو چھوا نہیں، ہاتھ نہیں لگایا، کنایہ جماع سے ہے۔ اس تقدیر پر زمانہ محذوف ہے۔ یعنی اس زمانے میں کہ تم نے جماع نہیں کیا۔ اَوْ تَفْرِضُوْا: یا معین کرو، مقرر کرو۔ لَهُنَّ: ان عورتوں کے لئے۔ فَرِیْضَةً: واجب الادا مہر۔ یعنے مہر بھی مقرر نہیں کیا۔ وَمَتِّعُوْهُنَّ: اور ان عورتوں کے لئے متاع یعنی کچھ سامان دینا، اس سے مراد کپڑوں کا جوڑا ہے۔ جس کی قیمت نصف مہر سے زیادہ نہ ہو۔ عَلَى الْمُوْسِعِ: وسعت والے کے لئے، زیادہ مال والے کے لئے۔ قَدَرُهٗ: اس کے مقدور کے موافق، اس کے حسبِ حیثیت۔ وَعَلَى الْمُقْتِرِ: اور تنگ دست پر۔ قَتَرَ عَلٰی عِیَالِہٖ:

يَقْتُرُ وَ يَقْتِرُ قَتْرًا وَقُتُوْرًا: خرچ میں تنگی کی۔ اَقْتَرَ بمعنے قَتَرَ۔ مُقْتِرٌ مُوْسِعٌ کے مقابل ہے۔ لہٰذا جس طرح مُوْسِعٌ کے معنی کشادہ دست کے ہیں۔ مستطیع کے ہیں مُقْتِرٌ کے معنی تنگ دست کے ہیں۔ قَدَرُهٗ اس کے مقدور کے موافق۔ مَتَاعًا: سامان۔ اصل میں تَمَتَّعَ مَتَاعًا ہے مفعولِ مطلق ہے فعل محذوف کا۔ بِالْمَعْرُوْفِ: معلوم طریقہ کے مطابق، عرفِ عام اور دستور کے موافق۔ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ: حَقَّ۔ يَحِقُّ۔ حَقًّا: ثابت حق وہ بات جو واقعہ کے مطابق ہو، وہ چیز جس کی ادائی واجب ہو۔ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ کے معنے ہیں۔ یہ چیز نیکو کاروں پر واجب ہے۔

ترجمہ:۔ تم پر اس بات میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کے لئے مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو۔ اس صورت میں ان کو کچھ سامان دینا چاہیئے۔ وسعت والا اپنی حسبِ حیثیت اور تنگ دست اپنے حسبِ استطاعت۔ نیک لوگوں پر یہ ایک لازمی حق ہے ؀

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (٢٣٧)

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ: اور اگر تم نے اُن عورتوں کو طلاق دی۔ مِنْ قَبْلِ۔ اس سے پہلے۔ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ: کہ تم ان کو چھوؤ، ان کو ہاتھ لگاؤ، ان سے جماع کرو۔ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ۔ اور تم نے ان کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ فَرِيْضَةً: مہر معین۔ یہ بمعنے مَفْرُوْضَةً کے ہے۔ فرض کے معنے قطع کے ہیں اور فرض کو اسی واسطے فرض کہتے ہیں۔ کہ وہ خدا کا حکم قطعی ہے۔ فَرَضْتُمْ کا مفعول بہ ہے۔ کیوں کہ یہاں اس سے مہر مراد ہے۔ فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ: پس آدھا اس کا جو تم نے مقرر کیا تھا یعنی نصف مہر۔ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ: مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں۔ اَوْ يَعْفُوَا: یا عفو کر دے معاف کر دے۔

بخش دے۔ اَلَّذِیْ : جو شخص۔ بِیَدِہٖ : اس کے ہاتھ میں۔ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ : نکاح کی گرہ ہے، اس کا منعقد کرنا ہے، اس کا باندھنا ہے۔ اس سے مراد باندی کا آقا ہے۔ لونڈی، غلام کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے۔ ان کا آقا ہی مالک ہوتا ہے۔ نصف مہر واجب الادا ہونے کی صورت میں خود منکوحہ آزاد بیوی مہر معاف کر سکتی ہے۔ یا اگر لونڈی ہے تو اس کا آقا معاف کر سکتا ہے کیونکہ اولاد ماں کے تابع ہوتی ہے۔ آزاد عورت اگر غلام سے نکاح کرے تو بچہ آزاد، اور لونڈی اگر آزاد سے نکاح کرے تو بچہ غلام۔ یا اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ سے مراد عورت کا وکیل ہے۔ وَاَنْ تَعْفُوْٓا : اور یہ کہ عفو کر دو، مہر معاف کر دو۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی : تقویٰ سے قریب تر ہے۔ پرہیزگاری کا اقتضا ہے کہ مہر معاف کر دے۔ کیونکہ اس عورت پر تصرف ہی نہیں ہوا ہے۔ وَلَا تَنْسَوُا۔ اور نہ بھولو، تم کو نسیان نہ ہو، تم فراموش نہ کر دو۔ اگر کوئی ایسا بھول جائے کہ لاکھ کوششوں کے بعد بھی یاد نہ آئے تو وہ نسیان نہیں، ذھول ہے۔ اَلْفَضْلَ : بڑائی کو، فضل کو، حُسنِ سلوک کو۔ بَیْنَکُمْ : آپس میں۔ اِنَّ اللّٰہَ : کہ بیشک اللہ۔ بِمَا تَعْمَلُوْنَ : تم جو کچھ کرتے ہو، تمہارے اعمال کو، تمہارے کاموں کو۔ بَصِیْرٌ : دیکھتا ہے۔ دانا بینا ہے۔

ترجمہ: اور اگر تم نے ان عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے اور ان کے لئے مہر بھی مقرر کیا تھا تو نصف مہر معین دینا پڑے گا، مگر یہ کہ وہ عورتیں خود معاف کر دیں یا وہ شخص جس کے ہاتھ نکاح باندھنے یا رکھنے کا اختیار تھا اور اس صورت میں مہر معاف کر دینا تقوے سے زیادہ قریب ہے اور آپس کے حُسنِ سلوک کو کسی حال میں نہ بھولو۔ بیشک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

عورت کو طلاق دینے کے بعد شوہروں سے بہت سی ناحق شناسیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان سب کا انتظام فرماتا ہے۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) مہر معین ہو اور خلوتِ صحیحہ بھی ہو تو پورا مہر دینا پڑے گا۔

(۲) مہر معین ہو اور عورت کو قبل خلوتِ صحیحہ طلاق دیدی جائے تو نصف مہر واجب الادا ہے۔

(۳) مہرِ معین نہ ہو اور خلوتِ صحیحہ ہو جائے تو مہر مثل دینا پڑے گا یعنی اُس عورت کے خاندان میں عموماً دوسری عورتوں کا جتنا مہر باندھا جاتا ہے، اتنا ہی واجب الادا ہوگا۔

(۴) نہ مہر معین ہوا ور نہ خلوت صحیحہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کو حسبِ استطاعت کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے اور اس سے مراد کپڑوں کا جوڑا ہے۔

اس آیت کو اگلی پچھلی آیتوں سے اس طرح ربط ہے کہ حقوقِ ازدواجی اسی وقت ادا ہو سکتے ہیں جب کہ خدا کا خوف دل میں ہو، خدا کی اطاعت و بندگی آدمی اختیار کرے۔ اس میں اصلِ اصول نماز و دُعا ہے نماز عماد الدین ہے۔ یعنی دین کا ستون ہے۔ جس پر تمام اعمال کا ڈیرا قائم ہے۔ اور دُعا مخ العبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام قرآن شریف نماز اور دُعا کی تاکید سے بھرا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (۲۳۸)

حَافِظُوْا: محافظت کرو۔ پابندی کرو۔ عَلَى الصَّلَوٰتِ: نمازوں پر، نمازوں کی۔ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى: اور درمیانی نماز کی۔ وُسْطٰی اَوْسَط کا مونث ہے جس میں افراط و تفریط نہیں۔ عربی میں اعلیٰ کے معنے میں مستعمل ہے۔ صَلٰوةِ وُسْطٰی کیا ہے؟ اکثر علماء کی رائے ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے کیوں کہ اس وقت کام کاج اور تجارت کی مصروفیت رہتی ہے۔ صَلٰوة کے معنے نماز کے بھی ہیں اور دُعا کے بھی۔ چونکہ معطوف اور معطوف علیہ جدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا صلوٰۃ وسطیٰ کے معنے دُعا کے لینا بہتر ہے۔ درود شریف بھی دعا میں شامل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ یعنی خدا نبی پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے بھی دعا کرتے ہیں۔ اے مسلمانو! اس نبی پر تم بھی صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ بندوں کے لئے دعا اس لئے مخ العبادت ہے کہ اس سے عاجزی اور مفلسی ظاہر ہوتی ہے جو رازِ بندگی ہے، سرِّ عبدیت ہے۔

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ: اور اللہ کے سامنے کھڑے رہو۔ قٰنِتِيْنَ: عاجزی، خاموشی، نیاز مندی اور خشوع و خضوع کے ساتھ۔ وہ نماز ہی کیا ہے جس میں حضورِ قلب نہ ہو اور اظہارِ نیاز مندی نہ ہو۔

ترجمہ:۔ نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بہترین صلوٰۃ کی پابندی کرو۔ اللہ کے سامنے ادب اور نیازمندی سے کھڑے رہو۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (۲۳۹)

فَاِنْ خِفْتُمْ: اگر تم کو خوف ہو، دشمنوں کا ڈر ہو۔ فَرِجَالًا: تو پیادہ ہی پڑھ لو۔ رِجَالٌ جمع رَاجِلٌ۔ اَوْ رُكْبَانًا: یا شتر سوار ہو تو شتر ہی پر نماز پڑھ لو۔ عربی میں رکب شتر سوار کو، اور فارس اسپ سوار کو کہتے ہیں یعنی جنگ کے وقت اگر جماعت نہ ہو سکے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جو جس حال میں ہے نماز پڑھ لے۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ: پھر جب تم کو امن ہو جائے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ: تو اللہ کا ذکر کرو، اس کی یاد کرو، نماز پڑھو۔ كَمَا عَلَّمَكُمْ: اس طرح سے کہ اللہ نے تم کو تعلیم دی، تم کو سکھایا۔ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا: جس طرح سے کہ تم نہ تھے۔ تَعْلَمُوْنَ: جانتے، علم رکھتے۔

ترجمہ:۔ پس اگر تم کو (دشمنوں کا) خوف ہو تو پیادہ یا سوار ہی نماز پڑھ لو۔ پھر جب تم کو امن ہو جائے تو اس طرح اللہ کا ذکر کرو (یعنی نماز پڑھو) جس طرح کہ اس نے تم کو تعلیم دی ہے اور جس کو تم جانتے نہ تھے۔ (اور جس کا تم کو علم نہ تھا۔)

اِس آیت سے نماز باجماعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، خوف و جنگ کی حالت میں بھی نماز سے غفلت، جس طرح بھی بن پڑے نماز بروقت ادا کر لینی چاہیئے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۴۰)

وَالَّذِيْنَ: اور وہ لوگ جو۔ يُتَوَفَّوْنَ: وفات کر جاتے ہیں، مر جاتے ہیں۔ مِنْكُمْ: تم میں سے۔ وَيَذَرُوْنَ: اور چھوڑ جاتے ہیں۔ اَزْوَاجًا: بیوہ بیویوں کو۔ وَصِيَّةً: وصیت کر جاتے ہیں۔ لِاَزْوَاجِهِمْ: اپنی بیویوں کو کے لئے۔ مَتَاعًا: کچھ امداد کی۔ اِلَى الْحَوْلِ:

سال بھر تک۔ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۔ گھر سے نہ نکالنے کی، یہ ایک اخلاقی وصیت ہے جو مردود نے کی ہے۔ یہ قانونی اور شرعی حکم نہیں ہے۔ اگر میت کے قرابت دار بیوہ سے ایسا سلوک کریں تو اس کی ممانعت نہیں۔ لہٰذا یہ حکم منسوخ بھی نہیں۔ فَاِنْ خَرَجْنَ ۔ اگر وہ گھر سے نکل کھڑی ہوں۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ ۔ تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ فِیْ مَا فَعَلْنَ ۔ اس کام میں کہ ان عورتوں نے کیا۔ فِیْٓ اَنْفُسِھِنَّ ۔ اپنے لئے، یا خود سے۔ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۔ عرفِ عام اور دستور کے موافق۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ مریں ۔ اور اپنی بیویوں کے لئے وصیت کریں کہ سال بھر تک ان کی امداد کریں، اور بے گھر نہ کریں اگر وہ عورتیں، خود گھر سے نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اس کام میں کہ دستور کے موافق ان عورتوں نے اپنے لئے کیا، اور اللہ عزت و حکمت والا ہے ؁

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ (۲۴۱)

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ ۔ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے۔ مَتَاعٌ ۔ امداد دینا ہے، سامان دینا ہے۔ نفقہ دینا ہے۔ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ دستور کے موافق، عرفِ عام کے مطابق اس طریقہ کے موافق جس کو لوگ جانتے ہیں۔ حَقًّا ۔ حَقَّ حَقًّا ۔ مفعول مطلق ہے حَقَّ فعل محذوف کا۔ یہ بات ثابت اور لازم ہے۔ عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۔ متقیوں پر، پرہیزگاروں پر۔

ترجمہ:۔ اُن عورتوں کو کہ طلاق دی گئی ہو (زمانہ عدت میں) دستور کے موافق نفقہ دینا چاہیئے۔ متقیوں پر یہ حکم لازم ہے ؁

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۲۴۲) ع ۳۱ / ۱۵

كَذٰلِكَ ۔ ایسے ہی۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ ۔ اللہ بیان کرتا ہے۔ لَكُمْ ۔ تم کو۔ تمہارے لئے۔ اٰيٰتِهٖ ۔ اپنی آیتوں اور احکام کو۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ تاکہ تم سمجھو، عقل سے کام لو۔

ترجمہ: ایسے ہی اللہ اپنے احکام کو تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو (اور سمجھو)؁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی! اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ: جب طلاق دو تم عورتوں کو۔ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ: تو ان کو طلاق دو عدت کے مناسب وقت یعنی طہر اور پاکیزگی کی حالت میں نہ کہ حیض کی حالت میں۔ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ: اور عدت کے دنوں کی گنتی کرو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ: اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو تقویٰ اختیار کرو۔ اس کے غضب سے بچو۔ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ: ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو خصوصاً عدت کے زمانے میں۔ بیویاں گھر میں رہنے کے لئے ہیں۔ بات بات پر یہ نہ کہو کہ جاؤ تم اپنے ماں باپ کے پاس چلی جاؤ۔ وَلَا يَخْرُجْنَ: اور بی بیوں کو بھی نہیں چاہیئے کہ ذرا ذرا سی بات پر میکہ جاکر بیٹھ جائیں، شوہروں کے گھر سے نکل جائیں۔ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ: مگر یہ کہ صریح بے حیائی کریں۔ خاوند کی ضد سے ان کے علی الرغم بغیر خاوند کو لئے سیر کے لئے ماری ماری پھریں گی تو وہ جو کچھ کریں کم ہے۔ جب عورتیں عہدہ داروں کے پاس سفارش کو نکلیں گی تو اس کا انجام کیا ہوگا معلوم۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ: یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں اس کے احکام ہیں۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ: اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرے اس سے باہر ہو جائے۔ اس کے احکام کو نہ مانے۔ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ: تو وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر پر کلہاڑی مارے گا۔ لَا تَدْرِيْ: تم کو معلوم نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰهَ: شاید کہ اللہ يُحْدِثُ: پیدا کرے گا، نکالے گا۔ بَعْدَ ذٰلِكَ: اس کے بعد۔ اَمْرًا: کسی بات کو اور اس کو اپنے انجام بد پر ندامت لاحق ہو۔ شرمندہ ہونا پڑے، ذلیل و خوار ہونا پڑے یا بیوی سے پھر ملاپ پیدا کردے۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! جب تم (یعنی مسلمان) طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے شروع

میں طلاق دو (یعنی حیض سے پہلے) اور عدت کی مدت کو شمار کرتے رہو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔ (اس کے غضب سے بچو) ان کو اپنے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں، مگر یہ کہ کوئی کھلی بے حیائی کا کام کریں۔ یہ خدا کے حدود ہیں۔ اور جو حدودِ الٰہی سے تجاوز کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے ــ معلوم نہیں، ممکن ہے کہ اللہ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کرے۔

صاحبو! واضح ہو کہ طلاق صرف مسلمانوں کے مذہب میں ہے۔ مرد طلاق دے سکتا ہے اور عورت خُلع طلب کر سکتی ہے۔ اسلام میں ایک حد تک مَردوں کو بھی آزادی ہے اور عورتوں کو بھی۔ جب میاں بیوی میں نباہ ممکن نہ ہو تو طلاق ہی پر فیصلہ ہونا چاہیئے۔ مگر ہو رہا کیا ہے؟ بیوی کا بھاری مہر جس کی ادائی ممکن نہیں۔ مرد اس لئے طلاق نہیں دیتا کہ ساری عمر مہر کی ادائی میں گذرے گی۔ عورت اس لئے خلع نہیں مانگتی کہ مہر کی اتنی بڑی رقم چھوڑنا بڑا دشوار ہے۔ ہندوؤں کے پاس تو طلاق ہے ہی نہیں۔ غریب عورت کو تو خاوند کے ساتھ ستی ہو جانا چاہیئے۔ مگر مرد کو عورت کے ساتھ ستی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ستی کی رسم اسلامی حکومت سے روک دی گئی ہے تو اس کا سر منڈایا جاتا ہے اور کھانے پینے میں اتنی تکلیف دی جاتی ہے اور ذلت و خواری میں اس طرح بسر کرنا پڑتا ہے کہ ہزار دفعہ مرنا بہتر۔

مر گئے ہم تو کچھ بُرا نہ ہوا   روز کی جانکنی سے چھوٹ گئے

عیسائیوں کے پاس زنا ثابت ہونے پر طلاق ہو سکتی ہے۔ یہ کیا بے حیائی کی جدائی ہے بعض غیر مسلم، مسلمانوں کا دیکھا دیکھی طلاق کو بھی ماننے لگے ہیں۔ یہ کس سے سیکھا ہے؟ مسلمانوں سے۔ اسلام کا اور مطالعہ کرو، اس پر غور و فکر کرو اور بہت سی باتوں میں اسلام کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ طلاق کتنے قسم کی ہے۔ (۱) طلاقِ رجعی (۲) طلاق بائن (۳) طلاقِ مغلظہ۔ معمولی ایک طلاق پر بیوی سے مل سکتے ہیں، اس سے رجوع کر سکتے ہیں اس کو طلاقِ رجعی کہتے ہیں۔ طلاق رجعی میں عدت نہیں۔ اگر طلاق میں شدت پیدا ہو جائے خواہ ایک طلاق ہو یا دو، تو خاوند خود

ہی رجوع نہیں کر سکتا بلکہ عورت کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ اس کو طلاق بائن کہتے ہیں۔ اس کے ذمہ ایک دوسرا مہر بھی آجائے گا۔ اگر عورت دوبارہ اسی سے نکاح کرنے کو راضی نہ ہو تو اسے کوئی مجبوری نہیں۔ اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو اس کی حماقت سے اس کی بیوی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اب دوبارہ خود اسی سے عورت نکاح کرنا چاہے تو بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کو طلاقِ مغلظہ کہتے ہیں۔ مَرد کے اختیار میں صرف تین طلاقیں ہیں خواہ ایک ہی وقت میں دی جائیں یا متفرق طور سے۔ بہرحال تین طلاقوں کے بعد بیوی میاں کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اب ان کا ظلم وستم وہ نہ اُٹھائے گی۔ ایک بار دیکھا، دوبار دیکھا، تین بار دیکھا، جب ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں تو بیوی آزاد ہے وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ عدّت کیا ہے اور کتنے قسم کی ہے اور اس کی مدت کیا ہے؟ طلاق کے بعد یا شوہر کے مرنے کے بعد ممکن ہے کہ عورت حاملہ ہو۔ تین مہینے کی مدت میں یا تین حیض یا تین طُہر کی مدت میں معلوم ہو سکتا ہے کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں۔ زمانہ عدّت میں اپنے متعلقین کو اطلاع دی گئی (خاص) عدت کے بعد اس کو اپنے میکے چلے جانے کے لئے سہولت پیدا ہوگی۔ عدّت کے زمانہ میں عورت کے کھانے پینے کا صرفہ مرد پر پڑے گا کیونکہ وہ مرد کی خاطر اس کے گھر میں رہتی ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین حیض مدتِ عدت ہے اگر عورت نابالغ ہو یا بوڑھی اور آئسہ ہو تو تین مہینے مدتِ عدت ہوگی اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین طہر مدتِ عدت ہے۔ اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ جننے تک مدت عدت ہے۔ اِدھر وضعِ حمل ہوا اور مدتِ عدّت ختم۔ فرض کرو کہ ایک شخص نے حاملہ عورت کو طلاق دی اس کے دوسرے دن وضع حمل ہو گیا۔ بچہ پیدا ہو گیا تو عدت بھی ختم ہو گئی۔ اگر کسی کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے کیونکہ واقعہ سخت ہے لہٰذا مدّتِ عدت بھی طلاق سے ڈیوڑھی ہے، یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں۔ تفصیل کے لئے فقہ کی کتابیں دیکھئے:

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ
اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ
كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ: جب پہنچ جائیں عورتیں اپنی مدت کو یعنی ان کی عدت ختم ہو جائے اور

طلاقِ رجعی ہو بائن اور مغلظہ نہ ہو۔ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ، پھر دستور کے موافق ان کو روک رکھو
یعنی رجعت کرلو۔ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ، یا چھوڑنا ہو تو دستور کے موافق چھوڑ دو۔ سیدھی طرح انکو
رخصت کردو۔ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ، اور اس مفارقت اور طلاق پر تم میں کے
دو منصف گواہ مقرر کرو، دو معتبر شاہد بھی رکھ لو۔ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ، اور اللہ کا خیال
کرکے شہادت دو یعنی گواہوں کو چاہیئے کہ صحیح واقعات بیان کریں۔ ذٰلِكُمْ، یہ وہ باتیں ہیں۔ يُوْعَظُ
بِهٖ، جس سے نصیحت کی جاتی ہے اور وعظ و پند دیا جاتا ہے مگر کس کو؟ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ، اس کو
جو ایمان رکھتا ہے۔ بِاللّٰهِ، اللہ پر۔ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، اور آخرت کے دن پر۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ احکامِ
الٰہی کی خلاف ورزی کروں گا۔ تو مجھ سے قیامت میں باز پرس ہوگی۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ، اور جو خدا
سے ڈرتا ہے۔ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا، تو اس کے لئے کوئی راستہ لڑائی جھگڑے سے بچنے کا کوئی طریقہ نکال
ہی لے گا۔

ترجمہ:

پھر جب عورتیں اپنی مدت (عدت) کو پہنچ جائیں تو ان کو (رکھنا ہو تو) دستور کے موافق
اچھی طرح سے رکھو۔ یا (چھوڑنا ہے تو) اچھی طرح دستور کے موافق چھوڑ دو۔ اور اپنے میں
سے دو معتبر گواہ بھی کرلو۔ اور (گواہوں کو بھی) چاہیئے کہ اللہ کا لحاظ اور پاس کر کے
سیدھی سیدھی گواہی دیں۔ یہ نصیحت دی جاتی ہے اس کو جو اللہ اور روزِ قیامت پر
ایمان رکھتا ہے۔ اور جو خدا سے ڈرتا ہے (اور تقویٰ اختیار کرتا ہے) اس کے لئے
کوئی نہ کوئی راستہ پیدا ہی کردے گا۔

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

وَيَرْزُقْهُ، اور اس کو رزق پہنچا دے گا۔ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، ایسی جگہ سے کہ اس
کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے، اس پر بھروسہ رکھتا
ہے۔ اپنے کام اس پر چھوڑتا ہے۔ فَهُوَ حَسْبُهٗ، تو اللہ اس کو بس ہے۔ اس کی تمام ضرورتوں کے
لئے کافی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ، بے شک اللہ کو جو منظور ہوتا ہے اس کو کرکے رہتا ہے۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ: اللہ نے مقرر کر رکھا ہے۔ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا: ہر چیز کا ایک اندازہ۔ اس کا جو کام ہوتا ہے مبنی بر مصلحت ہوتا ہے۔

ترجمہ:۔ اور اللہ اس کو رزق پہنچا دیتا ہے اس جگہ سے کہ جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کو بس ہے (کافی ہے) یقیناً اللہ جو کرنا چاہتا ہے وہ کر کے رہے گا۔ خدا نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔ (ایک سلسلۂ علل و معلول قائم کیا ہے)۔

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ④

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ: اور جو مایوس ہو گئی ہیں، نا امید ہو گئی ہیں۔ مِنَ الْمَحِیْضِ: حیض سے ان کی پیرانہ سالی کی وجہ سے حیض آنا موقوف ہو گیا ہے۔ مِنْ نِّسَآئِکُمْ: تمہاری بیویوں میں سے۔ اِنِ ارْتَبْتُمْ: اگر تم کو تعین عدت میں شبہ ہو، کچھ شک و ریب ہو، کچھ خلش ہو۔ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ: تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ عموماً عورتوں کو مہینے میں ایک دفعہ حیض آتا ہے بعض پورا مہینہ لیتی ہیں اور بعض پورا مہینہ نہیں لیتیں۔ ایسی شک کی صورت میں عدت کے تین مہینے لینا چاہیے وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ: اور ان نابالغ عورتوں کے لئے جنھیں حیض نہیں آتا عدت کے تین مہینے ہی مقرر کرنا چاہیے۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ: اور حاملہ عورتیں، اَجَلُهُنَّ: ان کی عدت یہ ہے۔ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ: کہ اپنے حمل کو رکھ دیں یعنی بچہ جن لیں۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ یَجْعَلْ لَّهٗ: تو اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا: اس کے کام میں سہولت اور آسانی۔

ترجمہ:۔ اور تمہاری جو عورتیں حیض سے مایوس ہیں اگر ان کے متعلق تم کو کچھ شبہ ہو تو ان کی مدت تین مہینے مقرر کرو۔ اور (یہی تین مہینے کی مدت) ان نابالغ عورتوں کے لئے ہے جن کو حیض نہیں آتا اور جو حاملہ عورتیں ہیں ان کی عدت وضع حمل تک ہے

(یعنی بچہ جننے تک) اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ سہولت

پیدا کر ہی دیتا ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ⑤

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ۔ یہ اللہ کا فرمان ہے، یہ اس کا حکم ہے۔ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ

جو تمہاری طرف نازل کیا ہے، بھیجا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ: اور جو اللہ سے ڈرتا اور تقویٰ

اختیار کرتا ہے۔ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ: تو اللہ اس کے گناہوں کو اتار دے گا، اس سے درگذر

کردے گا۔ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا: اور اس کو بڑا اجر دے گا، عظیم ثواب سے سرفراز کرے گا۔

ترجمہ:۔ یہ فرمانِ الٰہی ہے جو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اور جو اللہ سے ڈرتا اور تقویٰ

اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور بڑے ثواب

سے سرفراز کرتا ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ

لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ⑥

اَسْكِنُوْهُنَّ: تم اپنی بیویوں کو رکھو، مسکن دو، سکونت پذیر کرو۔ مِنْ حَيْثُ

سَكَنْتُمْ: جہاں تم رہتے ہو، جہاں تمہاری سکونت ہے، جہاں خود رہتے ہو، وہیں اپنی بیویوں

کو بھی رکھو۔ مِنْ وُّجْدِكُمْ: اپنی مقدور کے موافق۔ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ: اور اپنی بیویوں کو

ضرر نہ دو۔ اپنے گھر میں رکھ کر نہ مارو نہ پیٹو، نہ سوکن کے ساتھ رہنے پر مجبور کرو۔ نہ ساس، نند کی بدکلامی

سننے پر مجبور کرو۔ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ: کہ ان کو تکلیف پہنچاؤ، ان پر تنگی کرو۔ وَاِنْ كُنَّ

اُولَاتِ حَمْلٍ: اگر مطلقہ عورتیں حاملہ ہوں۔ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ: تو ان پر صرف کرو،

ان کا بار اٹھاؤ، ان کو کھلاؤ پلاؤ۔ ان کے اخراجات اٹھاؤ کیونکہ وہ تمہاری وجہ سے بہ سبب کچھ

برداشت کررہی ہیں۔ تم بھی اس کا بار اٹھاؤ۔ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ : وضع حمل تک، بچہ جننے تک۔ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ : پھر اگر مطلقہ عورت کو بچہ ہو جائے اور وہ تمہارے بچے کو دودھ پلائے۔ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ : تو ان کو ان کی اجرت دو : ان کا خرچ اٹھاؤ، ان کی دودھ پلائی دو۔ وہ اب تمہاری بیوی تو ہے نہیں۔ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ : اور آپس میں صلاح و مشورہ کرلو۔ بِمَعْرُوفٍ : دستور کے موافق، مناسب طریقے سے۔ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ : اور اگر تم میں کشمکش پیدا ہو جائے، ضد م ضدی کی ٹھیرے اگر ایک دوسرے سے تنگدلی کا برتاؤ کرو۔ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ : (جنی ماں دودھ پلانے کو تیار نہ ہو) تو کوئی دوسری عورت اس کو دودھ پلائے گی۔

ترجمہ۔ جہاں تم رہتے ہو وہاں اپنی بیبیوں کو بھی رکھو اپنی مقدور کے موافق (ان کا بار اٹھاؤ) اور انھیں ضرر نہ دو اور ان کو تنگ نہ کرو (خواہ مطلقہ اور عدت کی بیوی ہو یا غیر مطلقہ) اور اگر عورتیں حاملہ ہوں تو جننے تک ان کا خرچ اٹھاتے رہو (جننے کے بعد) اگر تمہارے بچہ کو دودھ پلائیں تو ان کو دودھ پلائی دو۔ اور آپس میں دستور کے موافق اچھے طریقہ سے مشورہ کرلو۔ اور اگر تم تنگدلی سے کام لیتے ہو اور کشمکش کرتے ہو تو کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ⑦ ع

لِيُنْفِقْ : (مگر دیکھو!) خرچ کرے، بار اٹھائے۔ ذُو سَعَةٍ : گنجائش والا استطاعت والا۔ وسعت و فراخی والا۔ مِنْ سَعَتِهِ : اپنی گنجائش سے۔ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ : اور جس کا ہاتھ تنگ ہے، جس کی آمدنی میں کمی ہے، جس کا مال نپا تلا ہے۔ فَلْيُنْفِقْ : تو اس کو چاہئے کہ خرچ کرے۔ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ : خدا نے جو کچھ اسے دے رکھا ہے اس میں سے۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا : خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ إِلَّا مَا آتَاهَا : مگر اتنی ہی جتنا کہ اس کو دیا ہے۔ سَيَجْعَلُ اللَّهُ : (پریشان ہونے کی بات نہیں) اللہ کر دے گا۔ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا : تنگی

کے بعد کشادگی، سختی کے بعد آسانی۔

ترجمہ:۔ خدا نے جس کا ہاتھ کشادہ کیا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی وسعت کے مواقق خرچ کرے اور جس کا ہاتھ تنگ ہے اس کا رزق نپا تُلا ہے۔ خدا نے اس کو جو کچھ دیا ہے اسی سے صرف کرے خدا کسی کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنا اس کو دیا ہے۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد کشادگی (عُسر کے بعد یُسر) عطا فرمائے گا۔

چند سطور بحر العلومؒ کے بارے میں

شمس المفسرین شیخ المحدثین استاذ العلماء بحر العلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکن کی ایک ایسی عالم شخصیت تھے، جن کو بجا طور پر بحر العلوم اور استاذ العلماء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ ۲۷ رجب ۱۲۸۸ھ (۱۳ اکتوبر ۱۸۷۱ء) حیدرآباد دکن کے ایک مشہور علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات بدرجہ امتیاز کامیاب فرمائے اور ابتداءً آپ کا تقرر دارالعلوم پر ہوا جو اس زمانے میں حیدرآباد دکن کی مشہور درسگاہ تھی۔ جب عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تو آپ پروفیسر اور صدر شعبۂ دینیات مقرر ہوئے۔ بذریعہ شاہی فرمان آپ کی ملازمت کی مدت میں دس سال تک مسلسل توسیع ہوتی رہی۔

آپ نے قرآن مجید کی مکمل تفسیر لکھی جو "تفسیرِ صدیقی" کے نام سے پاکستان سے شائع ہوئی۔ حیدرآباد دکن میں تفسیر کی طباعت کا کام چل رہا ہے اور انشاء اللہ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ ۱۹۴۱ء میں حیدرآباد اکیڈیمی کی جانب سے آپ کا تحقیقی مقالہ "مسئلہ عدم نسخ قرآن" طبع ہوا جس میں آپ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ آپ کی تالیف "الدّین" بزبانِ عربی جامعہ عثمانیہ کے نصابِ فقہ میں شامل تھی۔ آپ نے علامہ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی کی تصنیف فصوص الحکم کا معرکۃ الآرا محشّٰی ترجمہ فرمایا جو جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ سے شائع ہوا اور کافی شہرت رکھتا ہے۔ تصوّف میں آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ جن میں حکمتِ اسلامیہ، المعارف، العرفان، التوحید (بزبانِ فارسی) اور مکاتیبِ عرفان شامل ہیں۔

آپ حسرت تخلص فرماتے تھے اور عربی، فارسی، اردو اور ہندی میں شعر کہتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام "کلیاتِ حسرت" کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکا ہے

آپ نے ۱۷ شوال ۱۳۸۱ھ (۲۴ مارچ ۱۹۶۲ء) بروز شنبہ بوقتِ عصر اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔

محمد عباس علمبردار صدیقی
مہتمم حسرت اکیڈمی و کتب خانہ بحر العلومؒ
صدیق گلشن۔ حیدرآباد